



پاک بھارت سرحدی کشیدگی!

بھارت کو منہ توڑ جواب ملنے تک اسے چین نہیں آئے گا۔



سودی عرب!

عقیدہ توحید اور دعوت و ارشاد کا پاسان



- مقام محو و فناء.....!؟
شیطان کی حیثیت.....!؟
سلاسل اربعہ کی حقیقت.....!؟



پہیغام فی وی! تقریب کا آنکھوں دیکھا حال۔۔۔

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد

تکبر سے اجتناب

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا﴾ (الاسراء)

”اور زمین پر اڑ کر مت چلو کیونکہ نہ تو تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی تم (گردن تان کر) پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔“

کبر صرف اور صرف اس خالق کائنات کی صفت ہے اور مخلوق کو فخر، غرور اور تکبر سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے بیشتر مقامات پر اس خصلت رذیلہ پر تنقید کی ہے اور ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا ہے جو فخر و غرور اور تکبر کے نشے میں دوسروں کو حقیر اور اپنے سے کم تر سمجھتے ہوئے ناروا سلوک رکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں بڑی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

”[لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبَرٍ]۔ قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً، قَالَ: ”إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبَرُ بَطَرُ الْحَقِّ، وَغَمَطُ النَّاسِ]۔“

”ایسا شخص جنت میں داخل نہیں ہو پائے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا۔“ ایک آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ! انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اور جوتے خوب صورت ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ جمال والے ہیں اور خوب صورتی کو پسند فرماتے ہیں (اچھے کپڑے زیب تن کرنا اور اچھے جوتے پہننا کبر نہیں بلکہ) کبر تو یہ ہے کہ انسان حق سے اعراض کرے اور دوسروں کو حقیر جانے۔“

حضرت لقمان علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے کو ایسے رویے سے بچنے کی نصیحت فرمائی جس سے غرور و تکبر کا اظہار ہوتا ہو:

﴿وَلَا تَصْغُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ (لقمان)

”اور لوگوں سے منہ موڑ کر باتیں نہ کرو اور نہ ہی زمین پر اترا کر چلنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی خود پسند اور متکبر انسان کو پسند نہیں فرماتے۔“

نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کے بارہ میں جو چلا چلا کر فضول قسم کی باتوں میں محو رہنے والا اور لوگوں سے تکبر کی بنا پر منہ پھیر کر باتیں کرنے والا ہو فرمایا کہ وہ قیامت کے دن مجھے سب سے ناپسندیدہ اور مجھ سے دور ہوگا۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

کبیرہ گناہ

فرمان نبوی ﷺ ہے: [الْكِبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْعَمُوسُ]۔ (بخاری)

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑے گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، والدین کی نافرمانی، کسی انسان کو ہلاک کرنا اور جھوٹی گواہی دینا ہیں۔“ (بخاری)

رسول اکرم ﷺ اپنی امت کو دنیا و آخرت کی رسوائی سے بچانے کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے اور دین و دنیا کی بھلائی کے اصول بیان کر کے قیامت تک کے مسلمانوں کو عقائد و اعمال کی درستگی کی تعلیم دیتے تاکہ نیک اعمال کی رغبت اور برے کاموں سے نفرت پیدا ہو جائے۔ اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے چار ایسے کام بیان فرمائے جن کا تعلق کبیرہ گناہوں کے ساتھ ہے۔ گناہ کی دو اقسام ہیں: ایک کبیرہ اور دوسرے صغیرہ۔ کبیرہ گناہ تو بہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے جب کہ صغیرہ گناہ نیک اعمال کرنے سے ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے فوراً بعد کوئی نیکی کرو اور وہ نیکی اس گناہ کو ختم کرنے کا سبب بن جائے گی۔ وضو کرنے سے بہت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کبیرہ گناہوں میں کچھ کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے اور کچھ کا معاشرے کے ساتھ ہے۔ جو فہرست اس حدیث میں بیان ہوئی ہے ان میں پہلے نمبر پر کبیرہ گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا ہے۔ اللہ کریم کو سب سے زیادہ غصہ اسی بات پر آتا ہے کہ کوئی کسی کو اس کے ساتھ شریک بنائے، شرک کو ہی اللہ نے بہت بڑا ظلم قرار دیا ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ میں ہر ایک کو معاف کر دوں گا مگر شرک کرنے والے کو کبھی معاف نہیں کروں گا۔ ہاں اگر شرک موت سے پہلے پہلے شرک سے توبہ کر کے عقیدہ توحید پر قائم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ دوسرا کبیرہ گناہ والدین کی نافرمانی ہے، والدین کی خدمت بہترین عبادت ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔ اس دور میں اکثر لوگ اس کبیرہ گناہ کے مرتکب پائے جاتے ہیں۔ والدین کا نافرمان دنیا میں بھی رسوا ہوتا ہے اور آخرت میں بھی عذاب میں رہے گا۔ تیسرا کبیرہ گناہ کسی انسان کو ناحق قتل کرنا ہے، انسانی جان بڑی قیمتی ہے اسے قتل کرنا صرف تین صورتوں میں جائز ہے وہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مکمل تحقیق کے بعد جرم ثابت ہو جائے تو اس کو قتل کروادے، وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود بدکاری کرے یا مرتد ہو جائے یا کسی انسان کو کسی وجہ کے بغیر قتل کر دے اس بڑے گناہ کی وجہ سے معاشرہ کا امن تباہ ہو جاتا ہے۔ چوتھا کبیرہ گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔ اس جرم میں بھی بہت سے لوگ ملوث پائے جاتے ہیں۔ ان چاروں کبیرہ گناہوں سے بچ کر آخرت بہتر بنانے کی فکر کرنا چاہیے۔

دوقومی نظریہ اور پاکستان

آئے روز وطن عزیز میں بعض نام نہاد دانشور الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے دوقومی نظریہ اور قیام پاکستان کے محرکات کے بارے میں ابہام پیدا کر کے اسے سیکولر مملکت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ پاکستان کو ایک اسلامی جمہوری اور فلاحی مملکت بنانا مقصود نہیں تھا۔ حالانکہ قیام پاکستان سے قبل اور بعد میں مسلم لیگ کے اجلاسوں، قائد اعظم کے اعلانات اور قرارداد مقاصد سے اس کے اہداف بالکل واضح ہیں۔ پھر تاریخ میں نظریہ پاکستان یا دوقومی نظریہ کی ابتداء کے حوالے سے اصل حقائق روز روشن کی طرح واضح ہیں اور ان میں سے کچھ وسیع المطالعہ دانشوروں کے علم میں بھی ہیں مگر ”میں نہ مانوں“ کے مصداق وہ اپنے سر پرستوں کی خوشنودی کی خاطر انہیں جھٹلانے میں بہتری سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے عوام الناس بالخصوص نسل نو کے دل و دماغ میں پاکستان کے اساسی نظریے کے متعلق ابہام پیدا کرنے کی سعی لا حاصل کرتے ہیں وہ پاکستان کی تاریخ کو محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور 1857ء کی تحریک کے حوالے سے جاننے کی بجائے چند گت مورخ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی زندگی کے تمام ضابطے اور مصادر چونکہ قرآن حکیم سے تزئین و تخلیق پاتے ہیں لہذا اس فلسفے سے مفر ممکن نہیں۔ برصغیر میں دوقومی نظریہ کی ترویج و تشکیل اسی نتیجے پر ظہور پذیر ہوئی۔ دوقومی نظریہ کی اصل روح، اساس، منبع اور سرچشمہ نظریہ اسلام تھا جس نے دوقومی نظریے کی بنیاد رکھی۔ جس کی قائد اعظم نے اپنی بہت سی تقاریر اور خطابات میں وضاحت فرمائی اور قیام پاکستان کی بنیاد قرار دیا۔ قائد اعظم نے اسی نظریے کے حوالے سے یہ بھی کہا تھا کہ برصغیر میں دوقومی نظریہ تو اس وقت معرض وجود میں آ گیا تھا جب یہاں ہندوستان میں پہلے ہندو شخص نے اسلام قبول کیا تھا۔ علامہ اقبال نے بجا فرمایا۔

باطل دوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے شرکت میان حق و باطل نہ کر قبول

تاریخ سے باخبر لوگ جانتے ہیں کہ قائد اعظم نے 23 مارچ 1940ء کو لاہور میں دوقومی نظریہ کے بارے میں کہا تھا کہ ”اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں بلکہ درحقیقت دو مختلف معاشرتی نظام ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال کہنا چاہئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تشکیل دے سکیں گے۔ یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، ایک دوسرے کے دسترخوان پر کھانا نہیں کھاتے۔ میں واضح انداز میں کہتا ہوں کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں اور ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد اور باہم متضاد ہیں۔ انسانی زندگی کے متعلق بھی ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات و تصورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ ہندو اور مسلمان اپنی اپنی ترقی کی تہذیبوں کی مختلف تاریخ رکھتے ہیں۔“ اس بات پر بھی ذرا غور فرمائیں کہ ہندو گائے کی پوجا کرتا ہے اور اس کے پیشاب کو بڑا پوتر سمجھتا ہے۔ مسلمان گائے کو ذبح کرتا ہے اور اس کا گوشت کھاتا ہے۔ ہندو پتھر کی مورتیوں کا پجاری ہے۔ مسلمان بت شکن ہے اور اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرتا ہے۔ اسی کو اپنا خالق مالک، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتا ہے۔ اس قدر نظریاتی بعد کے ہوتے ہوئے وہ ایک قوم نہیں ہو سکتے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ مسلمان صرف ہندوؤں کے غلبہ سے نجات پانے کے آرزو مند نہ تھے بلکہ جس بات نے انہیں حصول پاکستان کے لئے متحرک اور متحد کر دیا وہ اسلامی نشاۃ ثانیہ کی دیرینہ خواہش تھی۔ جس میں عدل و انصاف، جمہوری و اسلامی مساوات، احتیاج سے آزادی اور سماجی فلاح و بہبود کی وہ تمام خوبیاں فروغ پائیں جو قرون اولیٰ میں مسلم معاشرے کا طرہ امتیاز تھیں۔

قرارداد مقاصد جو 12 مارچ 1949ء کو دستور ساز اسمبلی پاکستان نے منظور کی اس نے نظریہ پاکستان اور محرکات پاکستان کو بالکل واضح کر دیا۔ اس کے ابتدائی چند نکات ملاحظہ فرمائیں: یاد رہے کہ یہ قرارداد 1973ء کے آئین کا حصہ بن چکی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شریک غیر حاکم مطلق ہے اور اسی نے جمہوری و مصلحت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لئے نیا جہاں عطا فرمایا ہے، چونکہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے لہذا جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد و خود مختار

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

☆ رانا محمد شفیق خاں پسروری

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس
ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 اچھی بات اور عمدہ کلام..... (طہ حرم)
- 9 خواہشات کی پیروی اور ہمارا معاشرہ
- 12 زندگی میں وراثت کی تقسیم کا جواز
- 16 پیغام ٹی وی کی سالانہ تقریب
- 19 سعودی حکومت..... دعوت و ارشاد کی پاسبان
- 20 یاد و ننگان..... مولانا حافظ محمد ادریس ضیاء
- 21 طب و صحت
- 22 تہجد و سب
- 23 منزل کی تنہا ہے تو کج مسر
- 24 اخبار الجہاد

ادارت ہمدرد فقط کتابت الیحدیث سے نام
اور تہذیب و تربیت کے نام کی جائے

ہفت روزہ ”اسلم حدیث“

چوک اسلم حدیث (العرفق چوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725525 فیکس: 042-37720257

email: weeklyahlehadith@yahoo.com

جلد اشترک

- سالانہ 500/- روپے
ششماہی 300/- روپے
بذریعہ دی 535/- روپے
ہمدردی نمائندگی سے 5500/- روپے
نی پرچہ 15/- روپے

بشیر پروفیسر صاحب نے ہمدردی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”اسلم حدیث“ نامی شہ خالد ناؤں جی فی روڈ شاہدہ لاہور سے نمبر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

پاکستان کے لئے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے استعمال کرے۔

جس میں اصول جمہوریت و حریت و مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقصدیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ ﷺ

میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

23 مارچ 1940ء یعنی کم و بیش پون صدی قبل اسلامیان برصغیر نے قیام پاکستان کا جو عہد کیا تھا اور قوم کے سامنے آزاد مملکت کا تصور پیش ہوا اور قرارداد پاکستان منظور

ہوئی پھر چشم کائنات نے دیکھا کہ سات سال کے مختصر عرصہ میں مسلمانوں کے اتحاد، قیادت کی بالغ نظری، دوراندیشی، مسلمانوں کی بیش قربانیوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 14

اگست 1947ء کو وہ مملکت نقشہ عالم پر ظہور پذیر ہو گئی۔ آج مینار پاکستان کا میدان حکمرانوں سے زبان حال سے سوال کرتا ہے کہ اسلامیان برصغیر کے نمائندہ اجتماع نے پاکستان کا

مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ وہ ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں اسلامی اقدار کی فرمانروائی ہوگی اور وہ اسلام کے سنہری اصولوں کے

مطابق اپنی زندگی آزادی کے ساتھ گزار سکیں گے۔ ہم نے اپنے عہد سے اعراض کیا جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں نے بھی ہم سے منہ موڑ لیا۔ ہم بے شمار مصائب و آلام کا

شکار ہو گئے۔ غیروں کے دستِ مگر بن کر رہ گئے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے رب تعالیٰ سے صحیح رشتہ جوڑ لیں اور ملک عزیز کے حقیقی مقاصد کے حصول کے لئے کوئی دقیقہ

فرد گزاشت نہ کریں۔ پھر اسی اتحاد، جوشِ عمل اور ایثار سے کام لیں جو تحریک پاکستان میں ہمارا سرمایہ عمل تھا۔ نیز کتاب و سنت کے نظام کو عملی طور پر نافذ کر دیں، یہی قرارداد پاکستان

کا تقاضا ہے اور اسی طرح مشکلات کا بھی ازالہ ہو سکتا ہے۔ ان شاء اللہ!

بھارت کو منہ توڑ جواب ملنے تک اسے چین نہیں ہو گا۔ پروفیسر ساجد میر

سرحد پر بھارتی فورسز کی فائرنگ سے بے گناہ شہریوں کی شہادت نے عید پر قوم کو افسردہ کر دیا۔ سعودیہ میں دشمنوں کی قابلِ مذمت دشمن سعودی عرب کو غیر مستحکم نہیں کر سکتا۔ خطبہ جمعہ

لاہور (س.ر) مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ بھارت مذاکرات کا ڈھونگ رچا کر اپنی کاروائیوں میں مصروف

ہے۔ ہارڈر پر بھارتی فورسز کی فائرنگ سے پانچ بے گناہ شہریوں کی شہادتوں نے عید کے پر مسرت موقع پر قوم کو افسردہ کر دیا ہے۔ بھارتی کارروائیوں کا جارحانہ جواب بے حد

ضروری ہے۔ سعودیہ میں دہشت گردی انتہائی قابلِ مذمت ہے۔ دشمن سعودی نظام حکومت کو غیر مستحکم نہیں کر سکتا۔ خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان سے واقعہ پر اظہارِ افسوس، ہم

اور امت مسلمہ آپ کے ساتھ ہیں۔ اس امر کا اظہار سینیٹر ساجد میر نے جامع ابراہیمی میں جمعۃ الوداع کے بڑے اجتماع سے خطاب اور مختلف وفد سے گفتگو کے دوران کیا۔

ساجد میر نے کہا کہ بھارتی رویہ ہمیشہ پاکستان کے ساتھ ”بغل میں چھری اور منہ میں رام رام“ والا رہا ہے۔ سعودی عرب میں دہشت گردی میں وہی قوتیں ملوث ہیں جو یمن

میں حوثیوں کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔ ساجد میر نے کہا کہ حرمین شریفین پوری امت کا قبلہ و کعبہ ہے ایسی حرکتوں سے سعودی نظام کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن کی فریاد

تعوذ بنایا جاتا ہوں دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں اس طرح سکھایا جاتا ہوں
پھر میری ضرورت پڑتی ہے ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
کہنے کو اک اک جلے میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
اک بار ہنسیا جاتا ہوں سو بار رلایا جاتا ہوں
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
پھر بھی اکیلا رہتا ہوں مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

طاقتوں میں سجایا جاتا ہوں آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
بزدانِ حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
جس طرح طوطا، مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
جب قول و قسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
یہ مجھ سے عقیدت کے دعوے قانون پہ راضی غیروں کے
کس بزم میں مجھ کو بار نہیں کس عرس میں میری دھوم نہیں

جناب
مولانا
حافظ
ابو محمد عبدالستار احمد
مرکز الدراسات الاسلامیہ
ماہانہ دینی مسائل جنس و نسل پاکستان
فون: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com

احکام و مسائل

شیطان کی حیثیت

سوال کیا شیطان اپنا مستقل وجود رکھتا ہے جو انسان کو بہکا تا اور پھسلاتا ہے؟ یا ایک تخیلاتی قوت ہے جو انسان کی سوچ و بچار پر غالب آجاتی ہے اور انسان کو غلط کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے؟ قرآن و احادیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

جواب قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان محض تخیلاتی قوت کا نام نہیں بلکہ وہ جنوں میں سے ہے اور اپنا ایک مستقل وجود رکھتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا“ یہ جنوں میں سے تھا اور اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی۔“ (الکہف: ۵۰)

قرآن کریم نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ وہ آدم اور اولاد آدم کا دشمن ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اس لیے بلاتا ہے کہ وہ سب جہنم واصل ہو جائیں۔“ (فاطر: ۷)

اور وہ مختلف خیالات، ترغیبات اور وساوس کے ذریعے اولاد آدم کو بہکانے کی سر توڑ کوشش کرتا ہے اسے ہمارے جسم پر قبضہ کر کے ہم سے زبردستی کوئی بُرا کام کرا لینے کے اختیارات نہیں دیئے گئے۔ اسے صرف ہمارے نفس کو گناہ پر اکسانے اور برے کاموں کی طرف مائل کرنے یا وساوس و شبہات ڈالنے کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ”وہ شیطان لوگوں کے سینوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔“ (الناس: ۵)

بلکہ اس نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میں صرف دعوت پیش کر سکتا ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کی بات نقل کی ہے: ”میرا تم پر کوئی دباؤ نہیں تھا ہاں میں نے تمہیں پکارا تو تم نے میری پکار پر لبیک کہہ دیا۔“ (ابراہیم: ۲۲)

بہر حال اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک محدود نوعیت کی آزادی اور خود مختاری دے کر اس دنیا میں امتحان کے لیے پیدا کیا ہے اور شیطان کو خود اس کے مطالبے پر ایک محدود مدت کے لیے یہ آزادی عطا کی ہے کہ وہ انسان کو اس امتحان میں ناکام کرنے کے لیے جو کوشش کرنا چاہے کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ کوشش صرف ترغیب و تحریص کی حد تک ہو۔ زبردستی اپنے راستے پر کھینچ لے جانے کے اختیارات اس کو نہیں دیئے گئے۔ دوسرے الفاظ میں یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور شیطان کو آزادانہ کشمکش لڑنے کا موقع فراہم کیا ہے اگر آدمی اسے بھار دیتا ہے تو اسے جنت ملے گی اور اگر شیطان جیت جاتا ہے تو ہارنے والا اور اسے غلط راستے پر لگانے والا شیطان دونوں جہنم میں جائیں گے۔ بہر حال شیطان کوئی تخیلاتی قوت نہیں بلکہ اس کا اپنا ایک وجود ہے اور اس کا کام وساوس و خیالات کے ذریعے انسان کو راہِ راست سے ہٹانا ہے۔ واللہ اعلم!

مقامِ محوِ فنا

سوال صوفیاء کی اصطلاح میں مقامِ محوِ فنا سے کیا مراد ہے؟ شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب دین اسلام کے دو شعبے ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

⊗ ایک شعبہ تعلق باللہ ہے اس کا اصول یہ ہے کہ عبادات کے سلسلہ میں ہم صرف انہی طریقوں پر اکتفاء کریں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں بتائے ہیں۔

⊗ دوسرا شعبہ تعلق بالناس کا ہے اس میں مباحات کا دروازہ کھلا ہے اس کے متعلق جو شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے اس کی اطاعت کی جائے اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے ڈک جانا چاہیے اور جس معاملے میں کرنے یا نہ کرنے کی کوئی صراحت نہیں اس کے متعلق غور و فکر سے کام لیا جاسکتا ہے۔

تعلق باللہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“

(بخاری، الامان: ۵۰)

اس حدیث کے مطابق احسان کی تعریف میں اخلاص کے دو درجے بیان ہوئے ہیں:

مشاہدہ..... یہ اخلاص کا اعلیٰ درجہ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت بایں طور کی جائے گویا باری تعالیٰ نگاہوں کے سامنے ہے۔ یعنی قلب و نظر اس طرف لگ جائیں۔
مراقبہ..... عبادت گزار عبادت کرتے وقت یہ خیال کرے کہ اگر میں اللہ کو نہیں دیکھ سکتا تو اللہ تعالیٰ ہر آن مجھے دیکھ رہا ہے جس عابد کو یہ درجہ حاصل ہو جاتا ہے وہ ہی پورے اخلاص کے ساتھ اپنا کام کرتا ہے۔

امام نووی نے ان دونوں کو ایک ہی درجہ قرار دیا ہے ان کے نزدیک دوسرے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تم نہیں دیکھ رہے تو پھر بھی احسان پر قائم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ گویا دوسرا جملہ پہلے جملے کی علت ہے۔ یعنی دار و مدار تمہارے دیکھنے پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے پر ہے وہ تو بہر حال دیکھ ہی رہا ہے تم دیکھو یا نہ دیکھو۔ لہذا عبادت کو ہمیشہ اچھے طریقے سے کرنا چاہیے۔

غالی قسم کے صوفیاء نے اپنے ذوق کے مطابق اس مقام پر ایک عجیب تاویل کی ہے کہ [فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ] میں ”کان“ تامہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اگر تم اپنی ہستی کو فنا کر کے ”لم تکن“ بن جاؤ تو اللہ کو دیکھ سکتے ہو۔ اسے وہ محو وفاء سے تعبیر کرتے ہیں جو من گھڑت اور خود ساختہ ہے۔ کیونکہ یہ تاویل عقل و نقل کے خلاف ہے بلکہ عربی قواعد سے نابلد ہونے کی علامت ہے کیونکہ اس صورت میں ”تراہ“ کا الف جواب شرط ہونے کی بناء پر حذف ہونا چاہیے تھا۔ جبکہ حدیث کے تمام طرق میں الف موجود ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہ معنی لیا جائے تو افانہ براق کا کیا مفہوم ہوگا؟ پھر حدیث میں صراحت ہے کہ مرنے سے پہلے تم اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتے۔ (مسلم، النتن: ۲۹۳۱) بہر حال محو وفاء کی اصطلاحات عجمی ہیں ان سے احتراز کرنا چاہیے۔ پھر ایسی اصطلاحات کے پس منظر میں غلط عقائد کا فرما ہیں۔ واللہ اعلم!

سلاسل اربعہ کی حقیقت

سوال تصوف سلاسل اربعہ سے کیا مراد ہے؟ ان کی کیا حیثیت ہے؟ کیا ان کے ذریعے احسان و سلوک کی منازل طے کی جاسکتی ہیں؟

جواب اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قرآن و حدیث میں بہت مواد موجود ہے، تعلق باللہ کے معاملے میں نئے نئے طریقے ایجاد کرنا یا دوسروں سے اخذ کر کے انہیں اختیار کرنا بنیادی طور پر غلط طریق کار ہے اسی غلطی میں مبتلا ہو کر نصاریٰ نے رہبانیت اختیار کر لی تھی جس کی قرآن نے مذمت کی ہے۔ سلاسل اربعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

- ① سلسلہ نقشبندیہ..... یہ سلسلہ شیخ شہاب الدین محمد نقشبند سے شروع ہوتا ہے۔
- ② سلسلہ چشتیہ..... اس کا آغاز خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے ہوتا ہے۔
- ③ سلسلہ سہروردیہ..... اس کے موجد شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں۔
- ④ سلسلہ قادریہ..... یہ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق سلاسل اربعہ کی ابتداء ایسے بزرگوں سے ہوئی جو صلحاء امت سے تھے ان کا مقصد بھی تزکیہ و اصلاح تھا لیکن جس طرح مسلمان دوسرے شعبوں میں انحطاط کا شکار ہوئے اور ان میں بدعات کی آمیزش ہوئی اس طرح یہ سلاسل اربعہ بھی ان سے محفوظ نہیں رہے۔ بہر حال ہمارے پاس قرآن و سنت موجود ہے اس میں تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے لیے بہت کچھ ہے اس پر اکتفاء کیا جائے۔

سر کے بال زمین میں دفن کرنا

سوال میں نے ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ نے اس کا سر منڈوا دیا اور بالوں کو زمین میں دفن کر دیا۔ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ نیز اس روایت کا حوالہ درکار ہے۔

جواب یہ روایت البدایہ والنہایہ میں ہے اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے: ”جب سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کو جنم دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پیدائش کے ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا سر منڈوا دیا اور سر کے بالوں کے برابر مساکین میں چاندی تقسیم کی۔ پھر آپ کے حکم سے ان بالوں کو زمین میں دفن کر دیا گیا رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام ”ابراہیم“ رکھا۔“ (البدایہ والنہایہ: ج ۵، ص ۲۶۴)

یہ روایت واقدی مشہور کذاب کی وجہ سے موضوع ہے البتہ اس میں ساتویں دن عقیقہ کرنا بال منڈوانا اور اس کے برابر چاندی صدقہ کرنا دوسری احادیث سے ثابت ہے۔ البتہ سر کے بالوں کو زمین میں دفن کر دینے کا مسئلہ صحیح نہیں لہذا روایت کے اس حصے پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم!





اچھی بات اور عمدہ کلام

ترجمہ — جناب حافظ محمد سرور

تفہیم — جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد و ثناء کے بعد، اے پیردان اسلام!

لوگوں کی آراء اور خیالات مختلف ہوتے ہیں، انکی خواہشیں اور ان کی راہیں رنگارنگ ہوتی ہیں اور یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے لیکن اس کا مطلب گفتار اور سوچ میں انتشار کی آزادی ہرگز نہیں اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص ہر چیز میں دخل اندازی کا حق رکھتا ہے۔

کیونکہ لوگوں کا علاج ایک طیب ہی کر سکتا ہے ورنہ تو عطائی انہیں ہلاک کر دے گا۔ اسی طرح ایک کامل رہبر ہی انہیں صحیح راہ بتا سکتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو انہیں کوئی اتنا ہی رہبر راہ سے بہکا دے گا۔ اللہ کے دین میں گفتگو

کرنے کا حق اسی آدمی کو حاصل ہے جو اس کو جاننے والا ہو۔

چونکہ بولنے کی قدرت ہر شخص رکھتا ہے اور آج کے دور میں بغیر کوئی مشقت اٹھائے بات کو پھیلاتا بھی کچھ مشکل نہیں، چنانچہ ان حالات میں لوگ

گفتگو کی جائز حدود کو پھیلائی گئے ہیں اور بولنا ہی ان کا رالت دن کا مشغلہ ہے۔ کچھ لوگ تو باقاعدہ اسی حیثیت سے نمایاں ہوئے ہیں کہ ہر معاملے میں دخل دیتے اور ہر کسی کے منہ آتے ہیں اور چشم زدن میں ان کی باتیں دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دی جاتی ہیں۔

ان لوگوں سے پہلے بھی ایک آدمی گزر چکا ہے جس کے منہ سے نکلی ہوئی ایک بات کے جواب میں قرآن کی کچھ آیات نازل ہوئیں، ایسی آیات کہ اگر پہاڑوں پر نازل ہو جاتیں تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ غزوہ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ جانو اے کچھ لوگوں نے راہ میں یہ باتیں کہیں کہ ”ہم نے اپنے ان قاریوں جیسے قاری نہیں دیکھے جو پیٹ کے پھاری، زبان کے جموٹے اور دمن کے مقابلے میں بزدل ہیں۔“

نبی کریم ﷺ کے پاس یہ بات پہنچی تو وہ لوگ آپ ﷺ کے حضور آئے اور عذر تراشی کرنے لگے اور

کہنے لگے کہ ہم تو منی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے اور اپنا سفر باتوں سے کاٹ رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا۔

﴿وَلَيْن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ ۚ قُلْ يَا آللَّهُ وَ آئِنهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَقْتَدِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۚ اِنْ لَعْنُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ لَعْنَةُ طَآئِفَةٍ يَّا كُفَّهٖمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝﴾ (التوبة)

”اگر ان سے پوچھو کہ تم کیا باتیں کر رہے تھے تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو منی مذاق اور دل لگی کر

”بعض اوقات آدمی کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے جس کی اصل حقیقت کا اسے خود بھی علم نہیں ہوتا لیکن اس کلمے کی وجہ سے وہ مشرق اور مغرب کی درمیانی مسافت کے بقدر جہنم میں جا گرتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

رہے تھے، ان سے کہو کہ کیا تمہاری منی دل لگی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول ہی کے ساتھ تھی؟ اب عذر نہ تراشو، تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے، اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیا تو دوسرے گروہ کو تو ہم ضرور سزا دیں گے کیونکہ وہ مجرم ہے۔“

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کو رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی چٹنی سے چمٹے ہوئے دیکھا، راہ کے پتھر اسے زخمی کر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! ہم تو منی مذاق اور دل لگی میں مشغول تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ جواب دے رہے تھے کہ ”کیا تم اللہ کا، اس کی آیات کا اور اس کے پیغمبر کا مذاق اڑا رہے تھے؟ کیا تم اللہ کا، اس کی آیات کا اور اس کے پیغمبر کا مذاق اڑا رہے تھے؟“

اے اہل اسلام! یہ ایسی آیات ہیں جن سے دل دہل جاتا ہے اور بدن کے روٹنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اگر ایک مسلمان ان آیات پر غور کرے تو ان آیات کی دہشت سے اس کا وجدان لرز اٹھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”تم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔“

چنانچہ ان الفاظ میں اللہ نے ان کے ساتھ ایمان کی اور جہاد کے لیے نکلنے کی گواہی دی ہے اور ساتھ ہی بتایا کہ انہوں نے اس فعل کو وقت گزاری اور منی مذاق کا عنوان دے کر کفر کیا ہے۔

بظاہر ان کی بات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کھل کر اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کے ساتھ مذاق نہیں کیا تھا بلکہ ان کی بات کا رخ ان لوگوں کی جانب تھا جو اللہ اور

اس کے پیغمبر ﷺ کی آیات کے علمبردار تھے اور اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے اور اس کے پیغام کو دوسرے لوگوں تک پہنچانے کے لیے کوشاں تھے۔ اب ظاہر ہے کہ ایسی

صورت حال میں بات کی اصل زد تو اسی شے پر پڑتی ہے جسے وہ لوگ اٹھائے ہوئے تھے یا جس کی وجہ سے وہ نمایاں ہوئے تھے۔ اسی لیے آیات میں کہا گیا کہ اس مذاق کا رخ درحقیقت اللہ، اس کی آیات اور اس کے پیغمبر کی جانب ہے نہ کہ مسلمان افراد اور اشخاص کی جانب۔

آج آپ سب کے سامنے ہے کہ لوگ مضامین لکھتے، عبارتیں نقل کرنے، حاشیے چڑھانے اور باتیں بدلنے میں بے حد غیر محتاط ہیں حالانکہ ان کے دامن میں کتنے عقین امور پنہاں ہوتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”بعض اوقات آدمی کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے جس کی اصل حقیقت کا اسے خود بھی علم نہیں ہوتا لیکن اس کلمے کی وجہ سے وہ مشرق اور مغرب کی درمیانی مسافت کے بقدر جہنم میں جا گرتا ہے۔“ (بخاری و مسلم)

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں الفاظ اس طرح ہیں کہ ”وہ لا پرواہی سے کوئی بات کہتا ہے۔“

اس لیے تعجب ہے اس آدمی پر جو شریعت پر اور شریعت کے پاسانوں پر حملے میں اپنی برتری اور اپنے دل کا اطمینان ڈھونڈتا ہے یا اس ذریعے سے اپنے من کی مراد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کیا ان لوگوں نے یہ سخت وعید نہیں سن رکھی۔

﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾
 ”کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لیے ایک حاضر باش نگراں موجود نہ ہو۔“ (ق)

اگر ایک فرد کے منہ سے نکلی ہوئی بات پر یہ وعید ہے تو پھر اس طرز عمل کو ان رسائل و جرائد کے متعلق کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے جو لوگوں میں گردش کرتے ہیں یا امارت سے متعلق بڑے بڑے اداروں کی جانب سے اس روش کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے؟

یاد رکھیے کہ بات کی ایک جوابدہی ہوتی ہے اور قول و فکر میں ہلکی سی چوک سے ایسی سزا کا آغاز ہوتا ہے جس میں سب سے ابتدائی درجے پر اختلاف، تفریق اور دلوں کی کدورت جیسی برائیاں ہیں جن سے صفوں میں دراڑ پڑتی ہے، وطن کی

وحدت پارہ پارہ ہوتی ہے، معاشرے میں انتشار در آتا ہے اور اس سے اگلے درجے کی برائیوں کا تو شمار بھی نہیں۔ اے بندگان الہی! اس سلسلے میں مذمت اور وعید اس شخص پر وارد ہوتی ہے جو اپنے گناہ اور خواہش کے دفاع میں تکبر اور جھگڑے بازی کی روش اختیار کرے، اللہ کے حکم اور اس کی شریعت کو اپنی رائے اور عقل سے ٹکرائے، اسلام کے حصار کو توڑنے اور اپنی خواہش پر پوری نہ اترنے والی ہر خوبی کے خلاف جنگ کو ہی اپنا ہدف ٹھہرائے، ہر اس شے کی جانب بلائے جو اس کے نفس اور خواہش کا تقاضا ہو، اپنی عقل کے ساتھ چیزوں کی خوبی اور خامی کا معیار متعین کرنے کے لیے سابقہ فلسفیوں کی راہ اپنائے حتیٰ کہ خواہش کے خازن اور گمراہی کی تاریکی میں حیران و پریشان ہو کر بھٹکتا رہے اور بالکل کالے اور ایلے برتن کی طرح ہو کر رہ جائے، نہ نیکی کو نیکی جانے اور نہ برائی کو برائی، سوائے اس کے جو اس کی خواہش پر پوری نہ اترے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ ﷺ کا جو فرمان موجود ہے، وہ اسی جانب اشارہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جہنم کے دروازوں پر اپنی جانب بلانے والے کچھ لوگ ہیں جو ان کی بات مان کر ان کی جانب بڑھے، وہ اسے لازمی طور پر جہنم میں گرا دیں گے۔“ آپ ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! ہمیں ان کی پہچان کروا دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہماری ہی نسل کے لوگ ہیں اور ہماری ہی زبان بولتے ہیں۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے جن کے رگ و پے میں خواہشیں یوں سرایت کر چکی ہوں گی جیسے باؤلے کتے کے جراثیم آدمی کی رگ رگ اور

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو زیادہ بولے گا، زیادہ خطا کھائے گا اور زیادہ خطا کھانے والے کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہو گئے، وہ آگ میں جلنے کے لائق ہے۔“

جوڑ جوڑ میں داخل ہو جاتے ہیں۔“ (ابوداؤد)

نفس کو جب ایک بار خواہش کی چاٹ پڑ جائے تو پھر اسے اس سے دور رکھنا بہت مشکل ہو جاتا ہے جبکہ شریعت کے امور میں ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب رجوع کیا جائے یا ان اہل علم کی جانب جو اللہ کا حکم اس کی وحی سے اخذ کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لوگوں کے اختلاف کا فیصلہ صرف اسی کتاب سے ممکن ہے جو آسمان سے اتری ہے۔ اگر وہ اپنی عقلوں کی جانب اسے لوٹائیں گے تو عقل تو ہر آدمی کے پاس جدا جدا ہے۔“

علمی مسائل میں اپنی جہالت سے دخل اندازی کرنا مذموم ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَهْجُلُ فِي اللَّهِ يَخْتَرِعْ عَلَيْهِمْ
 لَا هُدًى وَلَا كِتَابٌ يُؤْتُونَهُ﴾ (الحج)

”بعض لوگ ایسے ہیں جو کسی علم، ہدایت اور روشنی

بخشنے والی کتاب کے بغیر گردن اٹھائے ہوئے، خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔“

جو آدمی اپنی مہارت سے ہٹ کر بات کرتا ہے، اس سے عجب و غریب باتیں سرزد ہوتی ہیں۔ اللہ کی رحمت ہو اس آدمی پر جس نے دانشمندی کی یہ بات کہی ہے کہ ”اگر نہ جانے والا خاموشی اختیار کر لے تو اختلاف برائے نام باقی بچے۔“

اے بندگان الہی! چونکہ معاملے کا سارا انحصار زبان اور گویائی پر اور قلم و بیان کے ذریعے تعبیر کرنے پر ہے تو اس سلسلے میں آسانی ہدایات اور نبوی نصیحتوں کی بھی کوئی کمی نہیں۔ یہ اس قدر دافرہیں کہ کسی کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ گفتگو دلوں میں چھپی باتوں کی ترجمان ہوتی ہے اور سربستہ رازوں سے آگاہ کرتی ہے۔ اس کی کمان سے ایک بار نکل جانے والے تیروں کو لوٹانا اور واپس لانا ناممکن ہے۔

اس لیے دانشمند آدمی کی ذمہ داری ہے کہ گفتگو سے باز رہ کر یا کم سے کم گفتگو پر انحصار کر کے اللہ کی پکڑ سے بچنے کا سامان کرے۔ سلامتی کے ساتھ خاموشی اپنانا ہی اصل بات ہے خاموشی کے موقع پر خاموش رہنا ہی انسانوں کی پہچان ہے، بالکل دیے جس طرح گفتگو کے موقع پر بولنا بھی نمایاں ترین خوبی ہے۔

حدیث میں آتا ہے: ”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔“ (مسلم)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو زیادہ بولے گا، زیادہ خطا کھائے گا اور زیادہ خطا کھانے والے کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے اور جس کے گناہ زیادہ ہو گئے، وہ آگ میں جلنے کے لائق ہے۔“

جس آدمی کی خاموشی اور گفتگو خواہش نفس کے برعکس اللہ کی رضا کے تابع ہو جائیں تو ایسے آدمی کو اللہ کی جانب سے توفیق میسر آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے خاموشی اور گفتگو دونوں صورتوں میں راہ راست پر چلاتا ہے۔ جو آدمی اپنی بات اور اپنے عمل دونوں کو پیش نگاہ رکھتا ہے، وہ لاپرواہی اور غیر نفع مند چیزوں میں بہت کم بولتا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کوئی آدمی اللہ سے ڈرنے کا حق اور انہیں کر سکتا جب تک اپنی زبان کے بارے میں محتاط نہ ہو جائے۔“

زبان کی حفاظت کرنا اور بول چال میں محتاط ہونا ایمان کے کمال اور اسلام کی خوشنمائی کی دلیل ہے۔ اسی سے آدمی لغزش سے بچتا ہے، یہی وضع داری، حسن اخلاق اور پاکیزگی نفس کی دلیل ہے۔ اسی سے اللہ کی محبت ملتی ہے، اسی خوبی سے آدمی کو لوگوں کی محبت ملتی ہے اور اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔ اگر کسی معاشرے کے افراد ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہو جائیں تو اس سے بڑھ کر پاکیزہ اور برتر معاشرہ دوسرا کون سا ہو سکتا ہے؟

اس لیے یہ کوئی بڑی بات نہیں کہ زبان کی حفاظت کرنے والے کو جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔ صحیح بخاری میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے دے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

بات سنگین اثرات رکھتی ہے اور اس کی جوابدہی بہت مشکل ہے خواہ زبان سے کبھی جائے، کانوں سے سنی جائے، اخبارات یا رسائل میں لکھی جائے یا ویب سائٹوں اور مجلسوں میں نقل کی جائے، کتنی ہی باتیں ہیں جو خود اپنے بولنے والوں کو کہتی ہیں کہ ”ہمیں چھوڑ دو۔“

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے ”لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ زبانوں ہی کا کیا دھرا گرائے گا۔“

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے پیغمبر ﷺ! نجات کا راستہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ”اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کو اپنے لیے کافی سمجھو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔“ (ترمذی)

اگر ہر مسلمان اپنی ذمہ داری نبھائے اور اپنے واجبات ادا کرتے ہوئے زندگی اور آخرت کو سنوارنے کی کوشش کرے تو آدمی کی اپنی ذات پر اور معاشرے پر اس روش سے بہت دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔

اے بندگان الہی! دھروں کے بارے میں باتیں بنانا، ان کی غلطیاں ڈھونڈنا اور انہیں پھیلانا اور خوش ہونا، بڑی خطرناک برائی اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ایسا کرنے والا اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک خود اسی صورت کا سامنا نہ کر لے، جبکہ ”ہر مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔“ (مسلم)

چنانچہ آپ خود اندازہ کر لیجئے کہ اگر بغیر رہنمائی کے محض خواہشوں کی بنیاد پر اور اپنی بالادستی و غلبے کے لیے اور دوسروں کو نیچا دکھانے کی نیت سے اختلافی مسائل کا بازار گرم کیا جائے تو صورت حال کس قدر دردناک ہوگی؟

اسی طرح جب نیک لوگوں کی غیبت کے مقصد سے اور علماء، طلباء اور پاکیزہ صفت لوگوں کے خلاف علانیہ اور پس پردہ نفرت پیدا کرنے کے لیے بغیر کسی دلیل اور بنیاد کے اختلافی مسائل اٹھائے جائیں، طنز و تعریض کے تیر چلائے جائیں، طعن و تشنیع کی جائے، مذاق اڑایا جائے اور عقائد اور نیتوں پر بہتان بازی کی جائے تو یہ بھی حد

زبان کی حفاظت کرنا اور بول چال میں محتاط ہونا ایمان کے کمال اور اسلام کی خوشنمائی کی دلیل ہے۔ اسی سے آدمی لغزش سے بچتا ہے، یہی وضع داری، حسن اخلاق اور پاکیزگی نفس کی دلیل ہے۔

درجہ سنگین صورت حال ہے۔

ایسی خرابیوں سے محفوظ رہنے کے لیے صرف ایسے جذبہ صادق کی ضرورت ہے جس کے ذریعے مومن تقویٰ اور عمل صالح کی روش اپنالے، اس کا دل نرم پڑ جائے، اور وہ اپنے پروردگار سے بہت زیادہ ڈرنے والا اور اس کے احکام کی پاسداری کرنے والا بن جائے۔ اپنے آپ کو لایعنی امور میں سوچ بچار سے اوپر اٹھالینا عقل کے کمال کی دلیل ہے، اس سے آدمی کو دل کا نور ملتا ہے اور بصیرت عطا ہوتی ہے، اسے خوشحالی، دل کا سکون اور نفس کی پاکیزگی میسر آتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اللہ اسے راہ راست پر چلاتا ہے، یہ راستہ روح کی پاکیزگی اور سینے کی طہارت کا راستہ ہے۔

جبکہ دوسری جانب بے مقصد باتوں میں مشغول رہنا، بہت زیادہ بولنا اور امور میں بلاوجہ دخل اندازی کرنا ایسا راستہ ہے جس سے آدمی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے،

اس کی رائے بگڑ جاتی ہے، حق اس کے لیے واضح نہیں رہتا، دل بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے، وقت برباد ہوتا ہے، غم سے محرومی، دل کی سختی اور سینے کی تنگی جیسے صدمے سہنے پڑتے ہیں، پریشانی، دکھ اور مصیبت جھیلنی پڑتی ہے اور رزق اور عمر سے برکت جاتی رہتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بے مقصد باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے حسن اسلام کی دلیل ہے۔“ (ترمذی، ابن ماجہ) جبکہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے۔“

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد، اے اہل اسلام!

سادگی اور وضاحت اسلامی عقیدے کی نمایاں خوبی ہے، یہاں کوئی بھی شے گمان، وہم اور شبہ کی بنیاد پر کھڑی نہیں رہ سکتی۔ قرآن کریم میں دوسری بے شمار نصیحتوں کی طرح ایک خوبصورت رہنمائی یہ بھی دی گئی ہے کہ ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّهُ﴾

أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴿۱۰۱﴾ (بنی اسرائیل)

”کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔“

اے پیروان اسلام! قرآن کریم کے یہ مختصر سے لیکن مکمل کلمات دل اور عقل کے لیے ایک ایسی روش متعین کرتے ہیں جو جدید علم کی رو سے متعین کی ہوئی روش پر فوقیت رکھتی ہے کیونکہ یہ دل کی اصلاح اور اللہ کے ڈر کو بھی اہمیت دیتی ہے۔

خشک عقلی مناج کے مقابلے میں اسلام کی یہی خوبی ہے۔ کسی بھی خبر یا اطلاع کے مقابلے میں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے تحقیق کر لینا قرآن کا سبق اور اسلام کا دقیق منہج ہے۔ جب دل اور عقل اس منہج پر گامزن ہو جائیں تو عقیدے کے میدان میں وہم اور بے بنیاد بات کی، فیصلے اور قضا کی دنیا میں اندازے اور خیال کی اور

خواہشات کی پیروی اور ہمارا معاشرہ

جناب مولانا عثمان عباس

اللہ رب العزت نے انسانوں کی تخلیق ہی اس اعتبار سے کی ہے کہ ان میں خواہشات کو بھردیا ہے لیکن ان خواہشات کو ترک کرنے والا انسان ہی بندہ الہی کہلوانے کا حقدار ٹھہرے گا اور پھر یہ خواہشات کئی اعتبار سے ہو سکتی ہیں۔ دنیاوی خواہشات اور دینی خواہشات پھر دنیاوی خواہشات میں بھی کئی اقسام ہو سکتی ہیں۔ حرام کام کی خواہش یا مکروہ کی خواہش اس اعتبار سے ہر انسان کسی نہ کسی طرح اپنی خواہشات میں گھرا ہوا ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ کسی کو اس کی خواہشات دن بدن جنتی بنانے کے کام آ رہی ہیں اور کسی کو اس کی الٹ سمت لے جا رہی ہیں۔

قارئین کرام! کامیاب و کامران اور طاقتور و مضبوط انسان وہ ہے کہ جو اپنی ہر طرح کی خواہشات کو دین اسلام کے تابع کر دے اور خود کو اس ہستی اقدس و مقدس کے فرامین کے تابع بنا دے کہ اس کا پلک جھپکنا بھی اس ہستی کے فرامین و افعال اور کردار سے باہر نہ ہو۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں نبی مکرم ﷺ کے بارے میں فرمایا ہے کہ

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾
(الأحزاب: 21)

”یقیناً تمہارے لیے نبی مکرم ﷺ کی زندگی مکمل نمونہ ہے۔“

وہ ذات جس کو ہمارے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنایا گیا ہے ان کے بارے میں قرآن نے کیا خوب بیان کیا ہے کہ

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ﴾ (النجم)

”وہ پیغمبر اپنی خواہشات سے کلام بھی نہیں کرتے۔“

گویا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے خواہشات کی پیروی کو نہایت برا سمجھا خواہشات کی پیروی تو بڑی دور کی

بات آپ ﷺ تو خواہشات کو زبان پر جاری کرنا بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔

غور فرمائیے کہ جس چیز کو ہمارے پیغمبر اپنی زبان پر لانا ہی پسند نہ فرماتے ہوں لیکن ہمارے نوجوان خصوصی طور پر ان خواہشات میں گھرے ہوئے ہوں اور دن رات چوبیس گھنٹے پورا ہفتہ پورا ماہ پورا سال حتیٰ کہ پوری زندگی اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھا دیں لیکن خواہشات پھر بھی پوری نہ ہوں دوسری طرف محبت رسول اور اطاعت رسول بھی حاصل نہ ہو تو ایسے لوگ یقیناً بڑے ہی بد نصیب ہیں۔

قارئین کرام! غور طلب بات یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر اسلام ﷺ نے خواہشات سے پناہ طلب کی ہے:

[كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ"]

”اے اللہ! مجھے برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے محفوظ رکھنا، یعنی اپنی پناہ میں رکھنا۔“

معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ کس قدر خواہشات کو ناپسند فرماتے تھے اور ان کو اتنا سنگین سمجھتے تھے کہ ان سے اللہ کی پناہ طلب کی۔

دوسری جانب اگر ہم اپنے معاشرہ پر نظر دوڑائیں تو معاشرہ میں بڑی خطرناک صورتحال جنم لے چکی ہے کہ خواہشات کی پیروی نے لوگوں کو بد اخلاق، بد اعمال، دین سے دور، مصیبتوں میں گھرا ہوا اور دین بیزار بنا دیا ہے لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہیں رہتی اور وہ یہ سوچنا گوارا ہی نہیں کرتے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں۔ میں قربان جاؤں پیغمبر اسلام پر کہ انہوں نے آج سے تقریباً ساڑھے چودھ سو سال قبل اس بات کا اعلان فرما دیا کہ

[لَإِنْ مِمَّا أَخَشَىٰ عَلَيْكُمْ، شَهَوَاتِ النَّفْسِ فِي

بُطُونِكُمْ وَفُرُوجِكُمْ، وَمُضِلَاتِ الْهَوَىٰ]

(مسند احمد، قال الأنبانی: صحیح)

”میں جس چیز کے بارے میں زیادہ ڈرتا ہوں وہ تمہارے پیٹوں اور شرمگاہوں کی بہکا دینے والی شہوتیں اور گمراہ کر دینے والی خواہشات ہیں۔“

لیکن افسوس! کہ امت نے پیغمبر اسلام ﷺ کے فرامین کو پس پشت ڈال دیا اور انٹرنیٹ کے بہکاوے، کمیلز کے غلط پروگرامز و دستوں کی گہیں غلط کہانیاں، گمراہ کن ناولز کو اپنا ساتھی اور دوست بنالیا ہے جن کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ اور نہ ہی آخرت میں کام آئیں گے۔

المیہ یہ ہے کہ کفار نے اسلام کا مطالعہ کر کے ترقی کی راہیں ہموار کیں اور دنیا پر حکومت کرنے کی سمت مزید بڑھ رہے ہیں۔ دنیا میں اپنا راج قائم کرنے کے لیے مزید طاقتور ہوتے جا رہے ہیں لیکن مسلمانان دنیا نے اسلام سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور (الا ماشاء اللہ) چند لوگ ایسے نظر آئیں گے کہ جو ان حالات کے باوجود بھی دین اسلام کو عملی طور پر اخلاقی طور پر باطنی طور پر ظاہری طور پر گویا کہ ہر لحاظ سے نافذ العمل کیے ہوئے ہیں۔ ایسے غم اور خوشیاں ہر چیز پر اسلامی اقدار اور اسلامی قوانین و ضوابط کی جھلک نمایاں ہے۔

لیکن بہت ہی ناگوار صورت حال اس وقت سامنے آتی ہے کہ جب ہمیں کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے تو پھر ہم بے باک دہل یہ شکوہ کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم تو مسلمان ہیں، ہم تو امت محمد ہیں، ہم تو بیعت سنت ہیں، پھر کیوں ہم پر یہ مصیبت و آفت آن پڑی ہے؟

لیکن اس وقت یہ سوال ہرگز ذہن میں نہیں آتا کہ ہم نے اپنی زندگی کے ظاہر و باطن کو کتنے فی صد اسلامی قواعد کے مطابق بنایا ہے۔ لیکن کیا کریں! کیسے یہ سوال پیدا ہو؟ کیوں یہ بات ذہن میں آئے؟ اس بات کا ہم سے کیا تعلق ہے؟ ہم تو اپنی خواہشات کے پیروکار ہیں۔

جیسا کہ فرمان الہی ہے کہ

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ ۚ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا﴾ (العنقران)

”کیا خیال ہے آپ کا اس شخص کے بارے میں جو اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے؟ کیا آپ اس کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں؟“

اسی طرح امام قتادہ فرماتے ہیں کہ

[إن الرجل إذا كان كلما هوى شيئا ركبهُ، وكلما اشتهى شيئا أتاه، لا يحجزه عن ذلك ورع ولا تقوى، فقد اتخذ إلهه هواه.]

”جب آدمی کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو اس کو کر گزرتا ہے اور جب کسی چیز کو چاہتا ہے تو اس کو بھی کر لیتا ہے۔ اس کو اس کا تقویٰ اور نیکی اس (خواہش) سے نہیں روکتی پس گویا کہ اس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا ہے۔“

[شر إله عبد في الأرض الهوى.]

”سب سے بدترین معبود دنیا میں خواہش ہے کہ اس کی عبادت کی جاتی ہے۔“

ہم ذرا آپ اپنی ایمانی قوت کے سہارے اس آیت کریمہ اور اقوال سلف پر غور تو فرمائیں کہ خواہش پرستی کو بتوں کی پوجا وغیرہ سے بدترین قرار دیا گیا ہے کیونکہ خواہش پرست اسلام کے کسی اصول و قاعدہ کی پروا نہیں کرتا بلکہ جو اس کے من میں آتا ہے اس کو کر گزرتا ہے۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [لأن يلقى الله العبد بكل ذنب ما خلا الشرك خير له من أن يلقاه بشيء من الأهواء]

”کہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ بندے کو جس گناہ میں بھی مبتلا کر دیں یہ اس کے لیے بہتر ہے اس بات سے کہ اللہ اس کو خواہشات پرست بنادیں۔“

اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ [بئس القوم هؤلاء أهل الأهواء لا تسلم عليهم.]

”خواہشات پرست بدترین لوگ ہیں ان کو سلام بھی نہ کریں۔“

اسی طرح امام ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

[لا تجالسوا أهل الأهواء فإن مجالستهم تذهب بنور الإيمان من القلوب وتسلب محاسن الوجوه وتورث البغضة]

في قلوب المؤمنين.]

”تم خواہشات پرستوں کی مجلس میں مت بیٹھو، بیشک ان مجلسوں کے مندرجہ ذیل نقصانات ہیں:

① دلوں سے ایمان کے نور کو ختم کر دیتی ہیں۔

② چہرے کے حسن کو سلب کر دیتی ہیں۔

③ مومنوں کے دلوں میں بھی بغض و عداوت پیدا کر دیتی ہیں۔“

کسی دانائے یوں بھی کہا ہے کہ

[من أطاع هواه فقد أعطى عدوه مناه]

”جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی گویا اس نے اپنے دشمن کو اس کی تمنا میں دے دیں۔“

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ

[الهوى شر داء خالط قلباً]

”خواہشات پرستی ایسی بدترین بیماری ہے جو دل کو چمت جاتی ہے۔“

ان تمام مذکورہ بالا اقوال سلف کو ذکر کرنے کا مقصد

یہ ہے کہ ہم اپنے اسلاف سے سبق سیکھیں کہ انہوں نے خواہشات پرستی کو کس قدر گناہنا و جرم اور غفلت شمار کیا ہے۔

لیکن کیا کریں آج کل ہم ماڈرن ہو چکے ہیں اور

ہمارا تعلق سوشل میڈیا سے اس قدر گہرا ہو چکا ہے بلکہ یہ ایک

نشہ آور بیماری بن چکی ہے کہ جس میں تعلیم یافتہ اور غیر

تعلیم یافتہ سب یکساں نظر آتے ہیں۔ ہم نے بارہا اس بات

پر غور کیا ہے کہ فیس بک اور ٹویٹر وغیرہ پر بے شمار لوگ

فضولیات اور لغویات کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں اور بے شمار

فرضی اکاؤنٹ بنا کر جا بجا بدعت کا ضیاع کیا جاتا ہے غلط اور

فحش پوسٹس کر کے اپنی خواہشات کی پیروی کی جاتی ہے۔

لیکن غیر تعلیم یافتہ پر اتنا افسوس نہیں ہوتا جتنا کہ تعلیم یافتہ

ماڈرن گریجویٹ، ایم اے ایم فل اور پی ایچ ڈی ڈاکٹرز اور

سکالرز کے اس گناہ کرنے کا کام میں شریک ہونے پر ہوتا

ہے۔ شاید کہ وہ اقبال کے اس شعر کا مصداق بن چکے ہیں کہ

اللہ سے دور کرے تو تعلیم بھی فتنہ

املاک بھی اولاد بھی جاگیر بھی فتنہ

گویا ان کی تعلیم نے ان کو مہذب اور باوقار شخص

بنانے کی بجائے ایک بھیڑیا اور بدکردار بنا دیا ہے۔

اس بات کو مد نظر رکھیے کہ ہم میڈیا سوشل میڈیا

جدید وسائل کا قطعاً انکار نہیں کر رہے بلکہ ہم ان کے

خواہشات پرستی میں استعمال پر آب آب ہو رہے ہیں۔

سب سے افسوسناک بات اس وقت سامنے آئی کہ

تازہ ترین سروے اور رپورٹ کے مطابق پاکستان

خواہشات پرستی اور خصوصاً نفسانی خواہشات کی ویڈیوز

دیکھنے میں دنیا بھر میں اول نمبر پر آیا ہے۔

صد افسوس! کہ ہم اسلام کے علمبردار ہونے میں

اول درجے پر فائز ہوتے ہیں لیکن ان جدید وسائل نے

ہماری نوجوان نسل کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ گویا کہ یہ جدید

وسائل قرآن کی ان آیات کے زمرے میں آ رہے ہیں کہ

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ

الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ

وَ أَضَلُّوا كَثِيرًا وَ ضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝﴾

(المائدة)

”اے نبی کہہ دیں! اے اہل کتاب! اپنے دین

میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو اور ان لوگوں کی

نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے

بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں اور

سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔“

اس آیت کریمہ کی رو سے اگر ہم آج کی صورتحال

کا موازنہ کریں تو کفار نے پہلے سازش کے تحت خود

انٹرنیٹ وغیرہ کی سہولتیں فراہم کیں وہ خود تو بہک ہی گئے

لیکن ساتھ ہی ساتھ امت مسلمہ کو بھی اس بہکاوے میں

ڈبو دیا جب کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ہم کو ان کے

بہکاوے سے دور رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔

قارئین! آئیے قرآن کی ایک اور آیت کریمہ کا

مطالعہ فرمائیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے پیارے پیغمبر

حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی خواہش پرستی سے منع فرما دیا کہ

﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ

بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ

سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْهَوَىٰ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ يَمَا نَسُوا يَوْمَ

الْحِسَابِ ۝﴾ (ص)

”اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنا دیا تم

لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی

نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی

راہ سے بھٹکا دے گی۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے

بیتہ سعودی حکومت..... دعوت و ارشاد

و بدعت کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

نماز اسلام کا ستون ہے۔ یہ درست ہے کہ مسلم دنیا میں نماز قائم کرنے پر کوئی رکاوٹ نہیں تاہم جو نماز ادا نہیں کرتا انہیں سرکاری سطح پر دعوت دینے والا کوئی نہیں۔ یہ بھی سعودی حکومت کو اعزاز حاصل ہے کہ وہاں اذان کی آواز سن کر دکانوں کے شذر ڈاؤن ہو جاتے ہیں۔ دفاتر میں کام رک جاتا ہے۔ عوام مساجد کا رخ اختیار کر لیتے ہیں۔ سعودی حکمران خود بھی نماز پڑھتے ہیں اور دوسروں کو بھی دعوت دیتے ہیں۔ اس لیے خادم الحرمين شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے امریکی صدر باراک اوباما کے استقبال کو پس پشت ڈال کر باجماعت نماز ادا کرنے کو ترجیح دی۔

طاغوتی قوتوں نے افغانستان، عراق و دیگر مستحکم مسلم حکومتوں کا نظام درہم برہم کرنے کے بعد سعودی عرب کا رخ کر لیا ہے۔ یمن کی سرحد سے سعودی حدود میں دہشت گردی کے چند واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ سعودی حکومت دفاعی حکمت عملی سے ان پر قابو پانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ رب کریم توحید و سنت کے شیدائیوں کو آزمائش میں ضرور ڈالتا ہے لیکن رسوا نہیں کرتا۔ اگر سعودی عرب نے عدل و انصاف کا ترازو تھامے رکھا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی سرپرستی جاری رکھی تو یقینی امر ہے کہ طاغوتی جیسے سعودی حکومت کا بال بھی بکا نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی ضرورت مدد کرتا ہے جو اس کے نازل کردہ نظام کی پاسبانی کرتے ہیں۔ (اللہ ذو الجلال و الحین شریفین کو طاغوتی چیلوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین!)

سعودی نظام حکومت کے نظریاتی مخالفین تحریروں اور مباحثوں میں تاثر دیتے ہیں کہ سعودی عرب امریکہ کا دوست ہے جبکہ تاریخی حقائق ظاہر کرتے ہیں کہ سعودی حکومت کے امریکہ سے تجارتی تعلقات ضرور ہیں لیکن ملت اسلامیہ کے مفاد کو مجروح نہیں کیا بلکہ حتی المقدور تحفظ کی ذمہ داری ادا کی۔ امریکہ سعودی عرب کو اس جرم کی سزا یمن میں دے رہا ہے۔ امریکی صحافی برگ آل کنگ نے مئی 2015ء واشنگٹن پوسٹ میں برٹا اظہار کیا ہے کہ آج اگر سعودی حکومت کو خطہ میں چینلجز کا سامنا ہے تو

بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے۔“

غور فرمائیں کہ موجودہ دور ماڈرن دور ہے اور جدید تقاضوں کے مطابق امت مسلمہ نے بھی جدید سہولیات سے فائدہ اٹھانے کے لیے ہر طرح کی کوششیں کی ہیں۔ جدید سہولیات سے فائدہ اٹھانا بہت اچھی بات ہے لیکن ان سہولیات کو اسلام کی سربلندی کے لیے صرف کرنا چاہیے نہ کہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کے لیے بلکہ آج کے دور میں اتنی سہولیات کے ذریعے مسلمانوں کو علم میں مزید پختہ ہو کر اقبال کے اس شعر کا مصداق بننا چاہیے کہ

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا

لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

آج جب ہم امت مسلمہ کی حالت کو دیکھتے ہیں تو دل خون کے آنسو روتا ہے۔ یقیناً اس دور پر آشوب میں ہم کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے حکمران، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے سپہ سالار، صلاح الدین ایوبی جیسے نڈر محمد بن عبد الوہاب جیسے راسخ العقیدہ انسانوں کی ضرورت ہے کہ جو امت کو صحیح سمت میں چلا سکیں اور باصلاحیت بنا سکیں۔ لیکن یہ سب اس نکال کر خود مختار اور باصلاحیت بنا سکیں۔ لیکن یہ سب اس وقت ممکن ہے جب ہم خود اپنی کوتاہیوں پر غور کریں اور خود کو بدلنے کی کوشش کریں کیونکہ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾ (الرعد: 11)

”اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت اس وقت تک تبدیل نہیں فرماتے جب تک وہ خود تبدیل نہ ہو جائیں۔“

غور طلب مقام یہ ہے کہ خواہشات پرستی سے انسان بد اعمال و بد کردار بن جاتا ہے شیطان کا دوست اور رحمان کا دشمن بن جاتا ہے خواہشات پرست شیطان کے چنگل میں جلد پھنس جاتا ہے خواہشات پرستی سے اسلام کی روح مسخ ہو جاتی ہے۔ میری تمام امت مسلمہ سے گزارش ہے خصوصاً نوجوان طبقہ سے کہ خدا را اپنی خواہشات کو اسلامی اصول و ضوابط کے تابع بنائیں اور یقیناً تم ہی امت مسلمہ کے تابندہ و جاوید ستارے ہو اور اس کے روشن مستقبل کی نوید ہو۔



امریکہ اس کے لیے کچھ نہیں کرے گا کیونکہ سعودی عرب بھی امریکہ کا دوست نہیں رہا۔

1973ء کی عرب اسرائیل جنگ میں سعودی عرب نے اسرائیلی فوجوں کے اختلاء کے لیے امریکہ کو تیل کی سپلائی بند کر دی تھی جس سے امریکی معیشت کا کباڑہ ہو گیا تھا۔ افغانستان میں طالبان حکومت کے ساتھ بھی سعودی عرب نے سفارتی تعلقات قائم کیے تھے۔ جبکہ شاہ عبداللہ جنہوں نے فلسطین کی تحریک انتفاضہ کی پشت پناہی کی تھی فلسطینیوں کی حمایت میں 2001ء میں نونمجب امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کی دعوت ٹھکرا کر امریکہ جانے سے انکار کر دیا تھا اور اب شاہ سلمان نے باراک اوباما کی دعوت ٹھکرا دیا۔ 2008ء میں صدر بش نے شاہ عبداللہ سے کہا کہ خام تیل کی قیمتیں 127 ڈالر فی بیرل ہو چکی ہیں اور عالمی مالیاتی بحران کے باعث امریکی مہنگا تیل نہیں خرید سکتے تو شاہ عبداللہ نے تیل کی پیداوار بڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ امریکہ سعودی عرب کی سرحدوں پر ایسے لوگوں کو مسلط کر رہا ہے جو سعودی عرب کے نظام حکومت کے نظریاتی حریف ہیں۔ یمن کے صدر مقام میں القاعدہ کی کمر توڑنے کے لیے امریکی فوج موجود تھی جس دن حوثی باغیوں نے دارالحکومت صنعاء پر قبضہ کیا اس سے ایک دن قبل امریکی فوج وہاں سے چلی گئی تھی۔ امریکیوں کا یہ اقدام سعودی حکومت کے مفاد میں تھا یا حوثی باغیوں کی سرپرستی کرنے والوں کے حق میں.....؟

الہی! روئے کائنات پر دعوت و ارشاد کی سرپرستی کرنے والی سعودی حکومت کی مدد فرما۔ آمین!



مدیر اعلیٰ کی کینیڈا روانگی!

✽ لاہور 21 جولائی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے آرگن ہفت روزہ ”اہل حدیث“ لاہور کے مدیر اعلیٰ جناب بشیر انصاری ایم اے ایک ماہ کے مطالعاتی دورہ پر کینیڈا روانہ ہو گئے۔ علامہ اقبال ایئر پورٹ لاہور پر ان کے عزیز و اقارب نے انہیں الوداع کیا۔ اگر وقت نے ساتھ دیا تو توقع ہے کہ آپ ان شاء اللہ واپسی پر ایک ہفتہ لندن میں قیام کریں گے۔ دعا ہے بسلامت رومی و باز آئی۔ آپ کی عدم موجودگی میں جناب ڈاکٹر پروفیسر عبدالغفور راشد ادارت کا فریضہ انجام دیں گے۔ (ادارہ)

مذکرہ علمیہ

زندگی میں وراثت کی تقسیم کا جواز

تحریر جناب الشیخ صلاح الدین یوسف

جماعتوں کے فحول علماء سے بھی رابطہ کیا جائے تاکہ نصوص شریعت کی روشنی میں اس کا حل نکل سکتا ہے تو یہ وقت کی ضرورت ہے۔

امام احمد کے نزدیک معقول وجوہات کی بنیاد پر غصے میں بھی تقاضل جائز ہے تو کیا مذکورہ دو وجوہات کی بنیاد پر جائیداد کی تقسیم ۱/۲ کے اصول پر ممکن نہیں۔

علاوہ ازیں غالباً ائمہ ثلاثہ اعدوا کو استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ کیا اس بنیاد پر ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ﴾ الاثنین کے اصول کو اپنایا جا سکتا ہے؟ نیز وراثہ کی رضامندی سے بھی کی بیٹی جائز ہے؟ کیا اس طرح متوقع جھگڑوں کے سد باب کے لیے صاحب جائیداد اپنی زندگی میں جائیداد تقسیم نہیں کر سکتا؟

یہ غور و فکر کے لیے چند اشارے ہیں، کیا نصوص سے ان کی گنجائش نکل سکتی ہے؟ (ایک سائل)

الجواب بعون الوهاب۔ از حافظ صلاح الدین یوسف

یہ استفسار نہایت اہمیت کا حامل اور اس قابل ہے کہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں اگر اس کا صحیح حل نکل سکتا ہے تو علماء کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں رائم اپنی طالب علمانہ رائے اور اپنے غور و فکر کا حاصل بیان کرتا ہے۔ [ان كان الصواب فمن الله وإن يك خطأ فمضى ومن الشيطان، والله ورسوله بريئان]

باپ اپنی اولاد پر جو خرچ کرتا یا کرتا رہتا ہے اس میں تو مساوات ناممکن ہے۔ اس لیے کہ ہر بچے کی حاجت و ضرورت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ ان اخراجات کا تعلق چونکہ حاجت و ضرورت سے ہے بنا بریں کم و بیش کے فرق کے ساتھ بقدر حاجت و ضرورت خرچ کرنا بالاتفاق جائز ہے۔

دوسرا خرچ وہ ہے جو اپنی زندگی کے کسی مرحلے میں یا ہر اہم مرحلے پر وہ اپنی اولاد کو عطیہ دیتا ہے۔ تو یہ عطیہ جب بھی وہ دے گا اس میں مساوات ضروری ہے، وہ بچہ

سوال [اعدلوا بین اولادکم] کی بابت آپ کا تفصیلی فتویٰ ماشاء اللہ بہت مدلل ہے۔ تاہم اگر اس کو زندگی میں جب کہ باپ بالکل صحت مند ہو پر محمول کر لیا جائے اور عمر کے آخری مرحلے میں جب کہ وہ عمر طبعی گزار چکا ہو اور اپنی اولاد کو وراثت کے جھگڑوں سے بچانے کے لیے بالخصوص لڑکیوں کو محروم کرنے کے خطرے کے پیش نظر اگر وراثت کو ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ﴾ الاثنین کے اصول پر تقسیم کر لینے کو بہرے سے الگ تصور کر لیا جائے تو شرعاً اس کی گنجائش نکل سکتی ہے یا نہیں؟

اس کی ممانعت کے لیے واضح نص تو نہیں ہے صرف محولہ واقعہ ہی ہے جس کو علماء کی اکثریت نے زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے پر محمول کر لیا ہے۔ چاہے وہ زندگی کے کسی بھی مرحلے میں ہو اور چاہے اس کی نیت بہہ کی نہ ہو بلکہ جائیداد کی تقسیم ہو۔ علماء کہتے ہیں کہ زندگی میں یہ تقسیم بہہ ہی متصور ہوگی جس میں مساوات ضروری ہے۔

اس کی وجہ سے بہت سی صورتوں میں اکثر و بیشتر دو خرابیاں رونما ہوتی ہیں:

- ① جائیداد پر قابض بڑی اولاد چھوٹی اولاد پر ظلم کرتی ہے۔
- ② لڑکیوں کو ۱/۲ حصہ بھی نہیں دیتی۔

ہمارے معاشرے میں جہاں آخرت کا تصور ذہنوں سے تقریباً ختم ہو رہا ہے یہ دونوں صورتیں عام ہیں۔

ان خرابیوں سے عوام کو بچانے کے لیے اگر بہہ اور تقسیم جائیداد کو دو الگ الگ چیزیں تسلیم کر کے بہہ میں مساوات اور تقسیم جائیداد میں (زندگی میں) ۱/۲ کی بنیاد کو مان لیا جائے تو مذکورہ خرابیوں کا بہت حد تک انسداد ممکن ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟ یہ ایک استفسار ہے جس کو شرعی دلائل ہی کی روشنی میں حل کرنا ہے۔

رائم کی رائے میں اس پر غور و فکر کی شدید ضرورت ہے۔ آپ تمام حضرات بھی اس پر غور کریں اور دیگر

ہو یا بچی۔ ہر ایک کو ایک جیسا عطیہ دے یا قیمت میں مساوی ہو۔ اس میں کمی بیشی کو نبی ﷺ نے عدل (انصاف) کے خلاف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ان کو ان کے والد نے بطور عطیہ ایک غلام دیا تو ان کی اہلیہ نے کہا: اس پر نبی ﷺ کو گواہ بناؤ۔ وہ اس مقصد کے لیے نبی ﷺ کے پاس گئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: ”تمہارے اور بھی بیٹے (یا اولاد) ہیں؟ ان کو بھی اسی طرح ایک ایک غلام دیا ہے؟“ انہوں نے کہا: اولاد تو اور بھی ہے لیکن غلام صرف اسی ایک بیٹے کو دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ظلم ہے میں اس پر گواہ نہیں بنوں گا۔“ اور فرمایا: [اتقوا الله واعدلوا بین اولادکم] ”اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔“ (بخاری المصنوع: ۲۵۸۶، ۲۵۸۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عطیات میں اولاد کے درمیان مساوات (برابری) ضروری ہے اور عدم مساوات ظلم اور عدل کے خلاف ہے۔

تاہم اس میں علماء کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ [اعدلوا] (امر کا صیغہ) یہاں وجوب کے لیے ہے یا استحباب کے لیے۔ بعض اس کو وجوب پر اور بعض استحباب پر محمول کرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ”الفقہ الاسلامی وادلتہ“ الدکتور و ہبہ رحیمی (شام) ۵/۴۰۱۳)

وجوب کی صورت میں مساوات ضروری ہے اور عدم مساوات ناجائز اور گناہ ہے۔ استحباب کا مطلب ہے اگر مساوات کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ تقاضل (باہم کمی بیشی) جائز ہے۔ الفاظ حدیث کی رو سے وجوب والا موقف زیادہ قوی ہے۔ گو جمہور علماء استحباب ہی کے قائل ہیں۔

ایک تیسری صورت ہے جس کی بابت سوال کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں ان خطرات و غمخیزاں کے پیش نظر جو ہمارے معاشرے میں عام ہیں اور سوالی میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اپنی جائیداد تقسیم کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ وراثت کے اصول (لڑکی کے مقابلے میں لڑکے کے دو حصے) ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ﴾ الاثنین کے مطابق تقسیم کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا اس میں بھی مساوات ضروری ہے؟

علماء کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ وراثت

ہے جو مرنے کے بعد تقسیم ہو زندگی میں وراثت کی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ زندگی میں جائیداد کی تقسیم عطیہ ہی ہوگی جس میں مساوات ضروری ہے اور ان کی دلیل وہی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما والی حدیث ہی ہے۔ اس کے علاوہ اس کی کوئی واضح نص نہیں ہے۔ حالانکہ یہ ایک تیسری صورت ہے جو دوسری صورت سے یکسر مختلف ہے اس کو بھی دوسری ہی صورت پر محمول کر کے اس پر بھی وہی حکم لگانا قرین قیاس نہیں ہے۔

اسی لیے بہت سے ائمہ نے جمہور کی رائے سے اختلاف کیا ہے اور یہ موقف اختیار کیا ہے کہ زندگی میں جائیداد ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ الْاُنْثٰی﴾ کے اصول پر تقسیم کرنا جائز ہے۔ اس موقع پر یہی مساوات بھی ہے اور یہی عدل بھی۔ چنانچہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی (شام) لکھتے ہیں: لَوْ قَالَ الْحَنَابِلَةُ، وَمُحَمَّدٌ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ: لِلْأَبِ أَنْ يَقْسِمَ بَيْنَ أَوْلَادِهِ عَلَى حَسَبِ قِسْمَةِ اللَّهِ تَعَالَى فِي الْمِيرَاثِ، فَيَجْعَلُ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَسَمَ بَيْنَهُمْ كَذَلِكَ، وَأُولَى مَا اقْتَدَى بِهِ، هُوَ قِسْمَةُ اللَّهِ

”حنبلیہ اور احناف میں سے امام محمد نے کہا ہے: باپ کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنی جائیداد اپنی اولاد کے درمیان اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم کے مطابق تقسیم کر دے جو اللہ نے میراث کی بابت بتلائی ہے۔ یعنی لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر۔ اس لیے کہ اللہ نے ان کے درمیان اسی طرح تقسیم کی ہے اور زیادہ لائق بات جس کی پیروی کی جائے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تقسیم ہے۔“

آگے چل کر ان روایات کا ذکر کر کے جن میں [اعدلوا] کی بجائے [سواوا] (برابری کرو) کے الفاظ ہیں لکھتے ہیں کہ مساوات کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس میں بھی اختلاف ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ عطیہ میں مرد و عورت کے درمیان برابری ہو۔ پھر لکھتے ہیں:

لَوْ قَالَ الْحَنَابِلَةُ: بَلِ التَّسْوِيَةُ أَنْ يَجْعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ عَلَى حَسَبِ التَّوْرِيثِ
”اور حنبلیہ نے کہا ہے: برابری کرنے کا مطلب

یہ ہے کہ اصول وراثت کے مطابق لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا جائے۔“ (الفقه الاسلامی: ۴۰۱۴/۵)
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يَخْتَلَفُوا فِي صِفَةِ التَّسْوِيَةِ، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَبَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ: الْعَدْلُ أَنْ يُعْطِيَ الذَّكَرُ حَظَّيْنِ كَالْمِيرَاثِ، وَاحْتَجُّوا بِأَنَّهُ حَظُّهَا مِنْ ذَلِكَ الْمَالِ لَوْ أَبْقَاهُ الْوَاهِبُ فِي يَدِهِ حَتَّى مَاتَ

”برابری کی طرح ہو؟ اس میں اختلاف ہے امام محمد بن الحسن (احناف میں سے) امام احمد، امام اسحاق اور شوافع اور مالکیہ میں سے بعض حضرات نے کہا ہے: عدل یہ ہے کہ مرد کو دو حصے دیے جائیں جیسے میراث میں ہوتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ عورت کا یہی (ایک) حصہ اس وقت ہوگا جب مال ہبہ کرنے والے کے پاس ہی رہے حتیٰ کہ اس کو موت آجائے (اور اس کا مال تقسیم ہو تو عورت کو ایک ہی حصہ ملے گا۔)“ (فتح الباری: ۲۶۳/۵)

سید سابق مصری صاحب فقہ النہ لکھتے ہیں:

فَالْحَقُّ أَنَّ التَّسْوِيَةَ وَاجِبَةٌ وَأَنَّ التَّفْضِيلَ مُحَرَّمٌ، وَاخْتَلَفَ الْمَوْجِبُونَ فِي كَيْفِيَةِ التَّسْوِيَةِ، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ وَبَعْضُ الشَّافِعِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ: الْعَدْلُ أَنْ يُعْطِيَ الذَّكَرُ حَظَّيْنِ كَالْمِيرَاثِ، وَاحْتَجُّوا بِأَنَّهُ حَظُّهُ مِنَ الْمَالِ لَوْ مَاتَ عِنْدَ الْوَاهِبِ. [فقه السنة: ۳/۳۹۶]

اس کا مفہوم تقریباً وہی ہے جو حافظ ابن حجر کی عبارت کا ہے اُس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔
”فقہ حنبلی کی ایک نہایت اہم کتاب ”زاد المستقنع“ ہے۔ اس کی شرح شیخ محمد بن صالح العثیمین نے کی ہے۔ زاد المستقنع کے مؤلف نے لکھا ہے:

[يجب التعديل في عطية أولاده بقدر إرثهم]
”اپنی اولاد کو عطیہ دینے میں عدل کرنا واجب (فرض) ہے اور عدل تب ہوگا جب وہ وراثت

کے بقدر عطیہ دے گا۔ یعنی لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ۔“
شیخ عثیمین اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

”بقدر وراثت“ کا مطلب ہے کہ لڑے کو دو لڑکیوں کے برابر دیا جائے اور یہ معاملہ خالص عطیہ کے لیے ہے۔ اگر عطیہ میں برابری (مساوات) کرے گا تو یہ ظلم ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے لڑکی کا حصہ زیادہ اور لڑکے کا حصہ کم کر دیا ہے۔“
آگے لکھتے ہیں:

”زاد المستقنع“ کے مؤلف نے وجوب تعدیل کے بارے میں جس رائے کا اظہار کیا ہے وہی رائج قول ہے کہ اولاد کو عطیہ اُس اصول وراثت کے مطابق دیا جائے جس اصول کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اور وہ ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثِيَيْنِ﴾ (النساء: ۱۱) ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی تقسیم سے زیادہ عدل کسی بات میں نہیں۔ اور جس نے یہ کہا ہے کہ زندگی اور موت کی تقسیم میں فرق ہے تو یہ بات دلیل کی محتاج ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ زندگی اور مرنے کے بعد دونوں صورتوں میں وہ (ورثاء اصول وراثت میں) برابر ہیں۔“

شیخ عثیمین کی اصل عربی عبارت حسب ذیل ہے:
لَوْ مَا ذَكَرَهُ الْمُؤَلِّفُ - رَحِمَهُ اللَّهُ - هُوَ الْقَوْلُ الرَّاجِحُ، إِنْ الْأَوْلَادُ يُعْطَوْنَ عَلَى حَسَبِ مَا ذَكَرَ اللَّهُ - عَزَّ وَجَلَّ - فِي كِتَابِهِ فِي إِرْثِهِمْ: ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثِيَيْنِ﴾ (النساء: ۱۱) وَلَا شَكَّ أَنَّهُ لَا عَدْلَ مِنْ قِسْمَةِ اللَّهِ - عَزَّ وَجَلَّ - وَمَنْ قَالَ: إِنْ هُنَاكَ فَوْقَ بَيْنِ الْحَيَاتِ وَالْمَمَاتِ، فَإِنَّهُ يَحْتَاجُ إِلَى دَلِيلٍ عَلَى ذَلِكَ فنقول: هُمْ فِي الْحَيَاةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ سَوَاءٌ [الشرح الممتع: ۷۹/۸۰-۸۱]

ہمارے خیال میں شیخ عثیمین کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ زندگی اور مرنے کے بعد کی تقسیم میں فرق کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی ہی

میں تقسیم جائیداد کو عطیہ ہی قرار دینا اور اس میں لڑکے اور لڑکی کے حصوں میں برابری کو ضروری قرار دینا اس کی کوئی واضح نص (دلیل) ہونی چاہیے جو کہ نہیں ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں جائیداد تقسیم کرنا چاہے تو یہ ضروری ہے کہ وہ لڑکے اور لڑکی کے حصوں میں برابری کے اصول کو اختیار کرے وہ یہ تقسیم ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ الْاُنْثٰی﴾ کے اصول پر تقسیم نہیں کر سکتا۔

محض سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے واقعے کی بنیاد پر تقسیم وراثت کو عطیہ ہی قرار دینا اور اس میں مساوات کو ضروری قرار دینا یہ واقعہ زیر بحث مسئلے میں نص صریح کی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔ یہ عام عطیے کی بات ہے اس میں مساوات یا عدل کا حکم ہے۔ لیکن تقسیم جائیداد کی نیت سے اللہ کو دینا یہ اس سے یکسر الگ مسئلہ ہے۔ اس کے لیے جب تک کوئی واضح دلیل نہیں ہوگی کہ یہ بھی عطیہ ہی ہوگا اس وقت تک اس کو عطیہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

یہ علماء کی اپنی رائے ہے کہ باپ زندگی میں جو کچھ بھی دے گا وہ عطیہ ہی ہے۔ ہمارے خیال میں وہ عطیہ کی نیت سے دے گا تو وہ عطیہ ہی ہوگا جس میں مساوات کا اہتمام حدیث مذکور کے مطابق صحیح ہے۔ لیکن جائیداد کی تقسیم عطیہ نہیں ہے اور کوئی باپ اگر ایسا کرنا چاہتا ہے تو اس کی نیت عطیے کی ہرگز نہیں ہوتی وہ اولاد کو متوقع جھگڑوں سے بچانے اور اپنے بیٹوں کو بہنوں کو ان کے حصوں سے محروم کرنے کے جرم سے بچانے کے لیے جائیداد کی تقسیم کرتا ہے اور جائیداد کی تقسیم میں لڑکے اور لڑکی کے حصوں میں فرق نہ کرنا اللہ کی تقسیم کے خلاف ہے۔ یہ تقسیم زندگی میں ہو یا مرنے کے بعد اس میں عدل بھی ہے کہ دونوں صورتوں میں ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ مِثْلِ الْاُنْثٰی﴾ کے اصول کو ملحوظ رکھا جائے۔ ورنہ شیخ عثیمین کے بقول یہ ظلم ہوگا عدل نہیں۔ عدل اللہ ہی کی تقسیم میں ہے فی الحیاء ہو یا بعد الممات۔

چند اشکالات کی وضاحت

بعض روایات میں رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

[اُتْرِبْدَ اَنْ یَّکُونُوا لَکَ فِی الْبَرِّ سَوَآءٌ؟]

”کیا تو چاہتا ہے کہ تیرے سارے بچے تیرے ساتھ یکساں حسن سلوک کریں؟“

مطلب آپ کا یہی تھا کہ کسی کو کم یا کسی کو عطیہ زیادہ دے گا تو جن کو کم ملے گا وہ تیرے ساتھ اس طرح حسن سلوک نہیں کریں گے جس طرح وہ کریں گے جن کو زیادہ ملے گا۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیرے سارے بیٹے تیرے ساتھ یکساں حسن سلوک کریں تو پھر عطیہ بھی سب کو برابر دے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ عطیے میں مساوات ضروری ہے۔

لیکن حسن سلوک کا تعلق زیادہ تر لڑکوں کے ساتھ ہوتا ہے لڑکیاں تو اپنے اپنے گھروں میں جا کر آباد ہوتی ہیں لڑکے ہی بالعموم ماں باپ کی خدمت کرتے ہیں ساتھ رہتے ہوں تب بھی اور علیحدہ ہو جائیں تب بھی۔ آپ کی اس بات کا تعلق بھی لڑکوں ہی کے ساتھ ہے اور لڑکوں کے حصے تو برابر ہی ہوں گے چاہے وہ کتنے بھی ہوں۔ اسی لیے بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں: [اَللّٰکَ بَنُوْنَ؟] ”کیا اس بیٹے کے علاوہ تیرے اور بھی بیٹے ہیں؟“ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس واقعے کا تعلق صرف بیٹوں ہی سے ہے۔ ان کے حصوں میں (اگر جائیداد کی تقسیم ہو) یا عطیوں میں کمی بیشی ہوگی تو پھر واقعی سارے بیٹے باپ کے ساتھ حسن سلوک میں یکساں رویہ اختیار نہیں کریں گے اور ظاہر بات ہے کہ تقسیم جائیداد میں تو سب بیٹوں کا حصہ برابر ہی ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اولاد اگر دین کی پابند اور دین کی سمجھ رکھنے والی ہوگی چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں جب ان کو یہ معلوم ہوگا کہ ہمارے باپ نے جائیداد کی جو تقسیم کی ہے وہ اللہ کی تقسیم کے مطابق ہے اور باپ کے مرنے کے بعد بھی ہمارے یہی حصے ہوں گے جو باپ اپنی زندگی میں دے رہا ہے تو کسی بھی لڑکے یا لڑکی کے دل میں باپ کے خلاف یہ خیال پیدا نہیں ہوگا کہ ہمارے ساتھ تو نا انصافی کی گئی ہے اور اس کی وجہ سے وہ حسن سلوک میں کوتاہی کریں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس فرمان نبوی ﷺ کا تعلق عام عطیے سے ہے تقسیم وراثت عطیہ نہیں اس لیے اس حدیث کا مسئلہ زیر بحث سے تعلق ہی نہیں ہے۔ دوسرا اشکال یہ پیدا کیا جاسکتا ہے کہ زندگی میں

وراثت کی تقسیم میں یہ امکان ہے کہ اولاد میں سے کوئی بچہ یا بچی اپنا حصہ وراثت وصول کرنے کے بعد باپ کی زندگی ہی میں فوت ہو جائے۔ جب کہ مسئلہ یہ ہے کہ باپ کی زندگی میں فوت ہونے والا بچہ باپ کی جائیداد سے محروم ہوتا ہے لیکن اس صورت میں تو وہ بھی محروم نہیں رہا اور مرنے کے باوجود بھی حصہ وراثت اس کو مل گیا۔

یہ اشکال دو وجہ سے اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتا: پہلی بات تو یہ ہے کہ جائیداد کی تقسیم کا خیال یا مرحلہ انسان کی زندگی کے آخری ایام یا آخری سالوں ہی میں آتا ہے۔ اس میں غالب امکان مورث (باپ) ہی کی وفات کا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسا بہت ہی کم ہوتا ہے کہ بوڑھے باپ کی زندگی میں اس کا کوئی بچہ فوت ہو جائے۔ اس لیے شاذ و نادر ہونے والے امکان کے پیش نظر ایک مفید اقدام سے روکنا کوئی مستحسن امر نہیں ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مرنے والا بچہ (مرد ہو یا عورت) اگر حصہ وراثت دینے کے بعد دنیا سے چلا گیا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ تقسیم کے وقت تو وراثت شرعی اصول کے مطابق ہی ہوئی ہے وہ اس وقت وراثت اور اپنے حصے کا مستحق تھا۔ اب اس کے چھوڑے ہوئے مال کے وارث اس کے بچے (یعنی زندہ دادا یا نانا کے پوتے نواسے) ہو گئے تو اس میں قباحت کیا ہے؟ یہ ٹھیک ہے کہ دادا کی زندگی میں یتیم ہونے والے پوتے یا نواسے دادا یا نانا کی وراثت میں حصے دار نہیں ہوتے۔ لیکن اگر اس طرح ان کو بھی دادا یا نانا کی وراثت میں سے حصہ مل گیا ہے تو یہ اللہ کی مشیت کے مطابق ہی ہے۔

آخر شریعت میں بھی تو ایک ٹمٹ (تہائی مال) کی وصیت کی اجازت دی گئی ہے اور اس اجازت میں حکمت یہی ہے کہ اگر کسی شخص کے یتیم پوتے یا نواسے یا کوئی اور ضرورت مند خاندان میں ہوں اور وہ تعاون کے مستحق ہوں تو ایسے لوگوں کے لیے وصیت کی جائے اور خاندان میں پوتوں نواسوں سے زیادہ اہم کون ہو سکتا ہے؟ یہ تو ہمارے معاشرے کے لوگوں کی کوتاہی ہے کہ ایسی ناگہانی صورت میں ہمارے لوگ یتیم بچوں بچیوں کے لیے وصیت کرنے کا یہ حق استعمال نہیں کرتے حالانکہ ایسی صورت میں یہ وصیت نہایت ضروری ہے ہماری اس کوتاہی کی وجہ سے لوگوں کو اسلام پر یہ اعتراض کرنے کا

بتیہ

اچھی بات اور عمدہ کلام

تجربات، علوم اور تحقیق کے مقابل سطحی احکام اور مفروضوں کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔

لوگ آج جس علمی امانت کا شور و غوغا مچا رہے ہیں، وہ اسی عقلی اور قلبی امانت کا ایک حصہ ہے جس کے متعلق قرآن آگاہ کرتا ہے اور انسان کو اس کے مالک کے حضور سماعت، بصارت اور دل کے حوالے سے جوابدہ قرار دیتا ہے۔

یہ دراصل اعضاء کی امانت ہے جس کے متعلق روز قیامت بندے سے پوچھا جائے گا، ایک ایسی امانت جس کی اہمیت اور گراں باری سے ایک زندہ وجدان کانپنے لگتا ہے، مسلمان کو چاہیے کہ جب کوئی بات کرے یا کسی کا قول دہرائے یا کوئی حرف لکھے یا کسی بھی واقعے یا شخص کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرے تو اس ذمہ داری اور امانت کا احساس کرے۔

سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے: ”حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے۔“

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو سربلند فرما اور سرکش، ملحد اور فتنہ پرور لوگوں کو بے یار و مددگار کر دے۔
اے اللہ! اے پروردگار عالم! امت اسلام کو ایسا پختہ نظام عطا فرما جس میں فرمانبرداروں کی عزت ہو، نافرمانوں کو ہدایت ملے، جس میں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے۔

اے اللہ! جو شخص اسلام اور مسلمانوں کا بدخواہ ہو، اسے اپنے آپ میں الجھا دے، اس کی چال کو اسی کی جانب لوٹا دے اور اے رب العالمین! اسے برے حالات میں الجھا دے۔ آمین!

سپاس تعزیت

✽ میرے بڑے بھائی الحاج محمد دین سلفی کی وفات پر جو قائدین، سیاسی رہنما، علماء کرام، احباب جماعت اور کارکن نماز جنازہ میں شریک ہوئے یا کسی بھی حوالہ سے اظہار تعزیت کی اور ہمارے صدمہ میں شریک ہوئے میں ان سب کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

بشیر انصاری مدبر اعلیٰ ”امل حدیث“ لاہور

حکمت کو ملحوظ رکھا جائے اور ایسا تب ہی ہو گا جب ﴿لَلَّذِیْ تَرِیْ مِثْلَ حَظِّ الْأُنثٰی﴾ کے مطابق ہی تقسیم ہو۔ مساوات میں یہ حکمت فوت ہو جاتی ہے جو حکم الہی میں مطلوب اور اس کا اصل منشا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ زندگی میں جائیداد کی تقسیم کا صرف جواز پیش کیا گیا ہے اور وہ بھی اس لیے کہ ہمارے معاشرے میں بالعموم جو عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا ہے یا اس کی کوشش کی جاتی ہے اس کا ازالہ کیا جا سکے۔ اس جواز کی حیثیت کو معاشرے کی عمومی صورت حال کے پیش نظر اضطرار پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے جس کا مطلب یہ ہو گا کہ جو شخص یہ محسوس کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کی جائیداد پر صرف لڑکے ہی قابض ہو جائیں گے اور وہ اپنی بہنوں کو ان کا حق نہیں دیں گے جیسا کہ اکثر و بیشتر ہو رہا ہے تو وہ اپنی زندگی ہی میں اللہ کی تقسیم کے مطابق تقسیم کر دے اور جہاں اس قسم کا خدشہ نہ ہو تو وہاں بلا ضرورت اس طرح تقسیم نہ کی جائے۔

اس کے باوجود بھی علماء کرام اگر تقسیم جائیداد کو (زندگی میں) ورثہ نہیں بلکہ ہبہ یا عطیہ ہی قرار دینے کو رائج سمجھتے ہیں تو ہبہ یا عطیہ میں جمہور علماء نے عدل یا مساوات کو فرض و واجب نہیں بلکہ مستحب ہی قرار دیا ہے (جیسا کہ پہلے حوالہ گزرا ہے) اور مستحب کا مطلب ہوتا ہے کہ اگر عطیہ میں برابری کا اہتمام کر لیا جائے تو بہتر ہے۔ لیکن اگر کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دیا جائے تو یہ جائز ہے۔ اس کو تفاضل کہا جاتا ہے اور یہ اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے اور جائز ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس کا کرنے والا گناہ گار اور عند اللہ قابل مؤاخذہ نہیں ہو گا۔ اس اعتبار سے لڑکے کو زیادہ یا لڑکی کو کم یا لڑکوں میں سے بھی کسی کو کم یا کسی کو زیادہ عطیہ دے گا تو کراہت کے باوجود صحیح ہو گا اور عند الاضطرار ایسا کیا جائے گا تو امید ہے کہ بلا کراہت صحیح اور درست ہو گا۔

هٰذَا مَا عِنْدِي وَاللّٰهُ اعْلَمُ بِالْصَّوَابِ

ملحوظہ: اہل علم اور اصحاب فتویٰ سے التماس ہے کہ اگر وہ اس رائے سے متفق ہیں تو اپنی رائے سے مطلع فرمائیں اور اگر اس سے اختلاف ہے تو اس کے دلائل سے آگاہ فرمائیں تاکہ مسئلہ زیر بحث کی مزید تفتیح و تحقیق ہو سکے۔

موقع ملتا ہے جس کو مخرفین خوب اچھالتے ہیں کہ اسلام میں پوتوں اور نواسوں کو وراثت سے محروم رکھا گیا ہے اور وہ اسلام کے اس اصول کی اہمیت کو نہیں سمجھتے کہ وراثت میں الاقرب فالاقرب تقسیم کی بنیاد ہے اور اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد وارث نہیں ہوتا۔ لیکن یتیم پوتوں نواسوں کی موجودگی میں اگر ایک تہائی مال کی وصیت کا صحیح معنوں میں اہتمام کیا جائے یا وراثہ ہی اپنے طور پر جائیدادوں کا ایک ٹکٹ اپنے یتیم بھتیجوں یا بھانجوں میں تقسیم کر دیں تو ان کی بھی دادری کا اہتمام اور وراثت سے محرومی کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ اس اعتبار سے اس اشکال میں بھی کوئی وزن نہیں رہتا۔

اس طرح تقسیم وراثت کے بعد کسی وارث کے (مورث کی موجودگی میں) فوت ہو جانے سے کوئی شرعی قباحت پیدا نہیں ہوتی بلکہ قدرتی طور پر اللہ کی مشیت سے یتیم پوتوں یا نواسوں کی دادری کا اہتمام ہو جاتا ہے جو ایک مستحسن امر ہی ہے نہ کہ شرعاً ناپسندیدہ صورت۔

ایک اور اشکال کی وضاحت

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ وراثت کی تقسیم تو اصلاً بعد الممات ہی کا مسئلہ ہے اسے موت سے قبل تقسیم کرنے سے مسئلے کی نوعیت ہی بدل جاتی ہے جو کام مرنے کے بعد کیا جانا چاہیے وہ پہلے کر لیا جائے تو یہ ٹھیک تو نہیں ہو گا۔

یہ بات تو ایک حد تک صحیح ہے لیکن اس میں دو باتیں قابل غور ہیں:

ایک تو یہ ہے کہ اس میں تقدیم و تاخیر تو ضرور ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تقسیم وراثت میں مرد و عورت کے حصوں میں جو فرق کیا ہے وہ نہایت اہم حکمت پر مبنی ہے اور پھر اسلام میں اخراجات کا بوجھ تمام تر مرد پر ہے شادی کی صورت میں بیوی کا نان نفقہ، مہر، رہائش، ولیمہ، اگر چھوٹے بہن بھائی ہوں تو (باپ کے مرنے کے بعد) ان کے تعلیمی اخراجات، نان نفقہ اور ان کی شادی وغیرہ سب مردوں (یعنی بڑے بھائی یا بھائیوں) ہی کے ذمے ہوتے ہیں۔ جب کہ عورت زندگی کے کسی بھی مرحلے میں مالی اتفاق کی ذمہ دار نہیں ہے۔ یہ حکمت اس بات کی متقاضی ہے کہ تقسیم جائیداد اگر زندگی میں کی جائے تو اس



تحریک

جناب مولانا عبدالملک مجاہد

پیغام کی سالانہ تقریب

ہے۔ اسے بھی بورڈ آف ڈائریکٹرز میں شامل کیا گیا ہے۔ میرے گھر پر پیغام ٹی وی کے حوالے سے کتنی ہی میٹنگز ہوئی ہیں۔ میں بے شمار لوگوں کی طرح اس عظیم منصوبے کا مجوز ضرور تھا۔ شیخ عبدالرحمن السدیس سے پروفیسر ساجد میر صاحب اور حافظ عبدالکریم صاحب نے نہ جانے کتنی ہی بار مذاکرات کیے۔ ان سے رہنمائی لی اور مشورے کیے۔ بالآخر وہ وقت آ ہی گیا جب یہ طے ہو گیا کہ جماعت کو اپنا ٹی وی اسٹیشن قائم کرنا ہے۔ ایک بار پھر شیخ عبدالرحمن السدیس سے رابطہ کیا گیا کہ جب آپ کے مشورے سے ہم یہ چینل بنا ہی رہے ہیں تو آپ اس کی سرپرستی بھی قبول فرمائیں۔ شیخ السدیس کی طبیعت میں بہت حیا اور وفا ہے وہ پروفیسر ساجد میر صاحب کی بے حد عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا: وہ اللہ کی رضا کی خاطر اسلام اور عقیدہ توحید کو دنیا میں پھیلانے کے لیے میں اس عہدے کو قبول کرتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں اپنے معزز قارئین کو ضرور بتانا چاہوں گا کہ شیخ عبدالرحمن السدیس کے پاس اللہ ہی جانتا ہے کتنے عہدے اور کتنی ذمہ داریاں ہیں۔ ان میں سب سے اہم اور اعلیٰ ترین عہدہ حرمین شریفین کی خطابت اور امامت ہے۔ وہ حرمین شریفین کے امور کے پریزیڈنٹ اور سربراہ ہیں۔ یہ بڑا ہی اہم انتظامی عہدہ ہے جو پورے حرم کی اور حرم مدنی کے امور کی نگرانی کرتا ہے۔ مجھے یہ بات لکھتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ شیخ عبدالرحمن السدیس نہایت بیدار مغز اور ڈانٹا تک شخصیت کے مالک ہیں۔ وہ نہایت متحرک شخصیت ہیں۔

پیغام ٹی وی کے چودہ ٹرٹی ہیں۔ پاکستان سے پروفیسر ساجد میر صاحب، جناب حافظ عبدالکریم صاحب، جناب علی محمد ابوتراب راقم الحروف (عبدالملک مجاہد) برطانیہ سے محمد شعیب میر پوری انڈیا سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم انجلی جناب علی اصغر امام بنگلہ دیش

کوئی مہینہ بھر پہلے مجھے فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ کی طرف سے میرے موبائل پر 27 شعبان 1436ء کو اتوار کے روز مکہ مکرمہ میں ان کے دفتر میں منعقد ہونے والے پیغام ٹی وی کے چوتھے سالانہ پروگرام میں شرکت کا دعوت نامہ مل گیا تھا۔ بیت اللہ شریف کے قرب و جوار میں جنوب مشرقی جانب واقع راسۃ الحرمین الشریفین کا دفتر الحمد للہ کے لیے اجنبی نہیں۔ دعوت نامہ میں اطلاع تھی کہ 27 شعبان اتوار کو گیارہ بجے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا اجلاس ہوگا۔ اس کے بعد ظہر کی نماز کے فوراً بعد اجلاس عام ہوگا۔ جس کی صدارت فضیلۃ الشیخ امام کعبہ عبدالرحمن السدیس کریں گے۔ مگر شیخ عبدالرحمن السدیس کی برطانیہ میں مصروفیات کے باعث یہ اجلاس ایک روز کی تاخیر سے 28 شعبان 1436ء کو مطابق 15 جون 2015ء پیر کے روز منعقد ہوا۔

پیغام ٹی وی اب ہر جگہ مقبول ہو رہا ہے اور دنیا کے بہت سے ممالک میں لوگ بہت شوق سے اس کی نشریات ملاحظہ کرتے ہیں۔ پیغام ٹی وی اپنی مشکلات پر بڑی حد تک قابو پا کر اپنی اگلی منازل کی طرف رواں دواں ہے۔ اس ٹی وی چینل کو قائم ہونے کم و بیش چار سال ہونے کو ہیں۔ اس کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے سرپرست اعلیٰ فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس ہیں جبکہ چیئرمین جناب پروفیسر ساجد میر صاحب ہیں۔ مرکزی جمعیت کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم اس کے مدیر تعفیذی ہیں اور وہی اس کے روح رواں ہیں۔ انہوں نے اس ٹی وی چینل کو چلانے کے لیے بے پناہ مالی قربانیاں دی ہیں۔ بے حد وقت دیا ہے، انتھک محنت کی ہے۔ ان کے نائب جناب علی محمد ابوتراب صاحب ہیں جو پیغام ٹی وی کے سعودی عرب میں مدیر تعفیذی ہیں۔ علاوہ ازیں پشتو زبان میں پیغام ٹی وی کے روح رواں ہیں۔ راقم الحروف کی خوش قسمتی ہے کہ اسے بھی مرکزی قائدین کا اعتماد حاصل

سے مرکزی جمعیت اہل حدیث کے صدر ڈاکٹر محمد الیاس قطر سے دو بحرین، کویت اور سعودی عرب سے ایک ایک نمائندہ شامل ہیں۔ ریاض میں گزشتہ دو سالوں سے پیغام ٹی وی کا دفتر کھل چکا ہے۔ ضرورت پڑنے پر وہاں پروگرام اور اجلاس ہوتے رہتے ہیں۔

قائد محترم جناب پروفیسر ساجد میر صاحب تین دن پہلے جب مدینہ طیبہ میں تھے تو ایک روز میرے موبائل پر ان کا نام ابھرا۔ میں نے بن دیا تو دوسری طرف قائد محترم مجھ سے مخاطب تھے۔ ان کی شخصی مزاج پرسی اور جمعیت کے احوال دریافت کرنے کے بعد ان کی صحت یابی اور مسجد نبوی میں نمازوں کی ادائیگی جیسی سعادتوں پر انہیں مبارک باد پیش کی۔ یہ ان کا بڑا پین تھا کہ انہوں نے خود یاد فرمایا اور فون کیا۔ پھر وہ عمرہ کی ادائیگی کے لیے مکہ مکرمہ پہنچے۔ ہم لوگ بھی ریاض سے وہاں پہنچ گئے۔ سولیس ہوٹل کی لابی میں کھڑے تھے کہ امیر محترم احرام کی حالت میں نظر آئے۔ وہی درویشانہ انداز، پاکستانی احرام باندھے، ماشاء اللہ صحت مند، ہنستے مسکراتے ساجد میر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود تھے۔ اگلے چند لمحات کے بعد ان سے گلے مل رہا تھا۔ میں نے عرض کی: امیر محترم! عمرہ کی ادائیگی ہو گئی؟ جواب ملا: جی ہاں! ابھی فارغ ہو کر آ رہا ہوں۔ حکم ملا کہ مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد ہوٹل کی لابی MB پر کھڑے ہونا ہے۔ وہیں ملاقات ہوگی۔ سولیس ہوٹل ایک بڑا ریسٹورنٹ بھی ہے۔ بہت ہی بڑا ریسٹورنٹ جس میں بلاشبہ ہزاروں افراد سما سکتے ہیں۔ عرب احباب بھی آچکے تھے ان سے گپ شپ جاری رہی۔ دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں کے بارے میں ان سے معلومات حاصل ہو رہی تھیں۔ آج کل ہر ماہ کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم دنیا بھر کے مسلمانوں کو رلا رہے ہیں۔ ہم سب لوگوں نے اکٹھے کھانا کھایا۔ حکم ہوا کہ کل صبح 28 شعبان کو ساڑھے آٹھ بجے اسی جگہ ناشتے کے لیے پھر آنا ہے۔

صبح ناشتے کے لیے ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے ہال میں پہنچا تو حکم ہوا کہ ناشتے کے بعد ناظم اعلیٰ صاحب کے کمرے میں اہم اجلاس ہے، وہاں پہنچ جاؤں۔ ادھر ہمارا ناشتہ ہی کوئی گیارہ بجے تک چلتا رہا۔ احباب دھیرے دھیرے آتے رہے۔ ملاقاتیں، مشورے، تجویزے جاری

رہے۔ برطانیہ سے بڑے خوبصورت احرام میں لمبوں مولانا محمد شعیب میر پوری نظر آئے۔ معلوم ہوا کہ آج صبح ہی انگلینڈ سے پہنچے ہیں اور ابھی انہیں عمرہ کی ادائیگی کرنا ہے۔ ان کے ساتھ اسی فلائٹ پر فضیلۃ الدکتور عبدالرحمن السدیس بھی لندن سے تشریف لائے تھے۔ اس روز ان کی متعدد اہم مصروفیات تھیں۔ اس لیے امام صاحب کے ساتھ ہونے والا اجلاس ایک دن لیٹ ہو گیا۔ اس دوران پروفیسر ساجد میر صاحب کی قیادت میں بورڈ آف ڈائریکٹرز کا اجلاس ظہر کے بعد شروع ہوا جو عصر کی نماز تک جاری رہا۔ گزشتہ سال کی کارکردگی، آئندہ کے منصوبے، سالانہ بجٹ، اس پر تجاویز اور دیگر امور پر بحث و تجویس چلتی رہی۔ ایک آدھ کے علاوہ تمام ممبران نے کھل کر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب نے اپنی اپنی معلومات کے مطابق خوب مشورے دیے جنہیں نوٹ کر لیا گیا۔ شرکاء کا عزم تھا کہ ہمیں پیغام ٹی وی کو نہایت ہی اعلیٰ پائے کا چینل بنانا ہے۔ لاہور میں برادر عزیز حافظ محمد ندیم صاحب نے بڑی محنت اور کوشش سے پیغام ٹی وی کی مختصر تعارفی فلم بنوائی تھی۔ اس فلم میں انہوں نے پیغام کی تاریخ کو محفوظ کر دیا تھا۔ میرے آنے سے چند دن پہلے انہوں نے یہ فلم مجھے موبائل پر بھیجی تھی۔

بڑی ناپاسی ہوگی کہ اگر میں ڈاکٹر محمد انصاری کا ذکر نہ کروں۔ ریاض کی ملک سعود یونیورسٹی کے یہ پروفیسر خاصی مدت سے میڈیا کے میدان میں ہیں۔ قدرت نے ان کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا رکھا ہے۔ نئے نئے منصوبے بنانا اور ان پر عمل کرنا اور دروانا ان کے باتیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کے ساتھ ان کے بڑے گہرے تعلقات ہیں۔ پیغام ٹی وی کے ابتدائی ایام بڑے مشکل اور کٹھن تھے۔ چینل کے لیے مشینری اور ٹیم مہیا کرنا، پھر اس کو ٹریننگ دینا بہت اہم مرحلہ تھا۔ چینل کو چلانے کے لیے کروڑوں روپوں کے بجٹ کا انتظام کرنا خاصا دشوار مرحلہ تھا۔ اس سارے کام کے ماسٹر مائنڈ یہ دونوں حضرات ہیں۔ خوش قسمتی سے ”پیغام“ کو حافظ ندیم اور ان کے درجنوں کارکنان کی صورت میں بڑے باصلاحیت ساتھی میسر آ گئے ہیں۔ اب تو ملک بھر سے قابل ترین لوگ پیغام چینل میں شامل ہو گئے ہیں۔ ایک ایک پروگرام کو بہت عمیق نگاہوں سے

دیکھا جاتا ہے اور پھر اسے ٹی وی پر نشر کیا جاتا ہے۔ ماشاء اللہ ہمارا سوشل میڈیا بھی خاصا آگے جا چکا ہے۔ پیغام نے فیس بک پر بے شمار بڑے ہی خوبصورت اور عمدہ کلپس تیار کر کے پوسٹ کیے ہیں۔ ان کو دیکھنے والوں کی تعداد کئی ملین تک جا پہنچی ہے۔

عصر کی نماز کے بعد قائد محترم نے مجھے فون پر بتایا کہ عشاء کے بعد کسی جگہ جانا ہے لہذا اپنے آپ کو فارغ رکھنا رات کا کھانا بھی دیں ہوگا۔ عشاء کی نماز کے بعد ہوٹل کی لابی میں اکٹھے ہوئے تو معلوم ہوا کہ مکہ مکرمہ میں برما سے آئے ہوئے مسلمانوں کا ایک مرکز ہے ان کے ساتھ کچھ وقت گزاریں گے۔ قطر سے آئے ہوئے مہمان ان لوگوں کے ساتھ تعاون کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ایک بڑی گاڑی میں ہم سات افراد پروفیسر ساجد میر صاحب کی قیادت میں رات کے دس بجے جب برمی لوگوں کے مرکز میں پہنچے تو وفد کا بڑی گرجوٹی سے استقبال کیا گیا۔ اچھے دفتر کے مدیر سعیدی عبداللہ حافظ محمد علی نے مختصر طور پر اپنے ادارے کا تعارف کروایا۔ برما کے مسلمانوں پر جو مظالم ہو رہے ہیں وہ کسی سے بھی مخفی نہیں۔ چند ہفتے پہلے پاکستان تو تھوڑے فوس نے پاکستان میں برما کے مسلمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے مظاہروں اور جلوسوں کا اہتمام کیا تھا۔ برما کے مسلمانوں کے لیے ریاض میں فنڈز بھی اکٹھے کیے گئے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ ان جماعتوں میں سے تھی جنہوں نے روہنگیا کے مسلمانوں کو سب سے پہلے امداد پیش کی۔ عبداللہ حافظ ان نوجوانوں میں سے ہیں جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ برما کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کی داستان بڑی پرانی ہے۔ اس وقت ڈھائی لاکھ سے زائد برمی سعودی عرب میں مقیم ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ مکہ مکرمہ میں رہتے ہیں۔ شاہ فیصل کے دور میں ان کو اسلامی ہمدردی کے تحت سعودی عرب لایا گیا۔ یہاں اب ان کی تیسری نسل رہ رہی ہے۔ مکہ کے بعد ان کی بڑی تعداد جدہ میں پھر مدینہ منورہ میں اور پھر ریاض میں رہتی ہے۔ پروفیسر ساجد میر صاحب اور جناب علی محمد ابوتراب نے انہیں مختصراً پاکستانی حکومت کی حمایت کے بارے میں بتایا۔ ہم نے ایک ایک شعبے کو دیکھا۔ اس کی مفصل رپورٹ ہمیں دی گئی۔ ہمیں ایک ڈاکومنٹری فلم دکھائی گئی جس میں روہنگیا

کے مسلمانوں پر مظالم کو روکنے کے لیے جدوجہد اور کوششوں کو دکھایا گیا تھا۔ فلم رلا دینے والی تھی۔ ان لوگوں کے ساتھ تعاون وقت کی اہم ضرورت ہے۔

پیر کا دن ایک مرتبہ پھر احباب سے ملاقاتیں کرنے کا تھا اور آج ظہر کے بعد شیخ عبدالرحمن السدیس نے پروگرام کے لیے وقت دے دیا تھا۔ ہم نے ظہر کی نماز «الرناسۃ للشئون الحرمین» کے آفس میں ادا کی باظہر کی نمائندگی کے بعد پاکستانی وفد کے اراکین شیخ صاحب کے دفتر میں پہنچ گئے۔ شیخ السدیس کا ذہن و فکر جتنا اجلا ہے اتنا ہی ان کا دفتر خوبصورت اور اجلا ہے۔ بڑا ہی خوبصورت دفتر، جس میں ستر کے قریب لوگوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔

پروگرام قدرے تاخیر سے شروع ہوا۔ مگر اس دوران مجھے بعض احباب سے ملاقات کا وقت مل گیا۔ شیخ پر دو کرسیاں تھیں جن میں شیخ عبدالرحمن السدیس اور پروفیسر ساجد میر تشریف فرما تھے۔ قاری صہیب احمد میر محمدی کی خوبصورت آواز میں تلاوت قرآن کریم سننے کا حرا آ گیا۔ شیخ السدیس نے بھی تلاوت کو سراہا۔ محترم علی محمد ابو تراب عربی میں جتنی خوبصورت تقریر کرتے ہیں ممکن ہے کہ اردو میں اتنی اچھی تقریر نہ کرتے ہوں۔ تقریر کیا تھی فصاحت و بلاغت کا بہترین نمونہ تھی۔ پیغام کی باری تاریخ اور کامیابیاں اپنے اندر سموئے ہوئے تھی۔

جناب ڈاکٹر عبدالرحمن السدیس حفظہ اللہ ذاکل پر تشریف لائے تو انہوں نے شرکائے محفل کو اپنی خطابت کے بحر میں جکڑ لیا۔ انہیں الفاظ پر پوری طرح گرفت ہے۔ وہ پیغام ٹی وی اور اہل حدیث کے ساتھ شدید محبت کرتے ہیں۔

انہوں نے اپنے پر مغز خطاب میں اسلامی دعوت کو درپیش چیلنجز کا ذکر کیا۔ سبلائت جھٹلو کی اہمیت اور اس سے استفادہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے پاکستان سے بطور خاص آنے والے مہمانوں، پروفیسر ساجد میر صاحب، حافظ عبدالکریم اور علی محمد ابوتراب صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ انہیں بلاد حرم اور شون حرمین کے سیکرٹریٹ میں خوش آمدید کہا۔ یمن کے بارڈر پر ہونے والی شوش کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے جمعیت کی کارکردگی کو سراہا۔ جمعیت اہل حدیث نے سعودی عرب کی حمایت میں جو

بڑے بڑے جلوس اور مظاہرے منظم کیے ہیں وہ ان کا بھی شکر یہ ادا کر رہے تھے۔ انہوں نے سعودی عرب کی حمایت میں اہل حدیث اور دیگر اسلامی جماعتوں کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے ان دینی جماعتوں اور اداروں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ ان کے اس خطاب کے چیدہ چیدہ اقتباسات قارئین کرام کی نذر کیے جا رہے ہیں۔

شیخ عبد الرحمن السدیس نے اپنے اس یادگار خطاب کے دوران سب سے پہلے حاضرین کرام کو ان کی دینی اور دعوتی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ انہوں نے فرمایا: برادران کرام! ہم پر یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ اس نے ہمیں دین اسلام سے سرفراز فرمایا اور محمد کریم ﷺ کی امت کا فرزند بنایا۔ یہ ایک جلیل القدر اور عظیم الشان عزت و شرف ہے جس کے تحت ہم پر بصیرت و حکمت کے ساتھ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ یہ انبیائے کرام اور مرسلین کا منہج ہے اور یہی ہر زمانے اور ہر مقام کے داعی اور مصلح حضرات کی ذمہ داری رہی ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ ”اس شخص سے اچھی بات اور کس کی ہو سکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا، نیک عمل کیا اور کہا:

”میں مسلمان ہوں۔“ برادران کرام! یہ دین جسے تمام ادیان پر غالب کرنے کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے تمام دنیا پر غالب ہو کر رہے گا“ چاہے مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گزرے؛ تاہم یہ بات ذہن نشین و ذنی چاہیے کہ اس عظیم پیغام کے حاملین کو یقیناً آزمائشوں اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ہے جو اس کے پیغام کو لے کر اٹھتا ہے۔ کون اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتا ہے اور کون ہے جو کتاب و سنت کی رسی کو تھامتا اور دین عظیم کی خوشنما اقدار کو اس کرہ ارضی پر پھیلانے کی جدوجہد کرتا ہے۔

عمر حاضر کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ خاص احسان فرمایا کہ انہیں جدید ٹیکنالوجی، میڈیا، ٹیلیفون اور انٹرنیٹ کی سہولیات عطا فرمائی ہیں۔ ان ایجادات کے ذریعے سے مفید معلومات اور بعض اوقات غیر مفید مواد بھی بہت تیزی سے لوگوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک سمجھ دار داعی کی یہ حقیقی ذمہ داری ہے کہ وہ عمر حاضر کے لیے موزوں ترین

اور جدید ترین ذرائع ابلاغ سے کام لیتے ہوئے اپنا پیغام پوری دنیا تک پہنچائے تاکہ محدثین کے طریقے اور خیر القرون کے سلف صالحین کے منہج کے مطابق دعوت پیش کی جاسکے۔ الحمد للہ! آج کے دور میں دین اسلام اور صحیح عقیدہ پھیلانے والی جماعتوں میں اولین نام و مقام جمعیت اہل حدیث کا ہے اور میں بڑے فخر سے اہل حدیث کو سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ احادیث رسول کریم سے پیار تو میرے خون کا حصہ ہے۔ یقیناً اس دنیا میں سنت نبوی ہر دور میں اہل حدیث ہی نے پھیلائی ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے کوئی کوتاہی کی ہے نہ سستی دکھائی ہے۔

بلاشبہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے لیکن یہ اعزاز اپنے ساتھ ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی رکھتا ہے۔ ہمیں پوری دنیا کے لوگوں کو توحید، اصول دین اور سنت رسول ﷺ کی طرف دعوت دینی چاہیے۔ صحابہ کرام، ائمہ عظام اور سلف صالحین کے منہج کی پیروی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا اور امام مجدد محمد بن عبد الوہاب کی قیادت میں ”دعوت اصلاحیہ“ کی عظیم تحریک کا قیام عمل میں آیا۔ واضح رہے کہ امام محمد بن عبد الوہاب دیگر ائمہ سے الگ کوئی چیز نہیں لائے تھے بلکہ وہ تو صرف مجدد تھے۔ انہوں نے اپنے دور کے تقاضوں کے مطابق دین حنیف کی تجدید کی۔ یہ اس وقت کا ضروری تقاضا تھا کہ شرک و بدعت کو نہ صرف روکا جائے بلکہ اسے روکنے کے لیے ایسی طاقت کا سہارا لیا جائے جو دعوت کے عمل میں کارگر ثابت ہو۔ اسی بنیاد پر امام موصوف کا امام محمد بن سعود کے ساتھ معاہدہ ہوا اور اسی بنیاد پر دوسری سعودی حکومت ”دولۃ سعودیہ ثانیہ“ کا وجود عمل میں آیا جس کی قیادت امام ترکی بن عبد اللہ نے کی۔ اسی بنیاد پر تیسری سعودی حکومت ”دولۃ سعودیہ ثالثہ“ قائم کی گئی جس کی بنیاد امام ملک عبد العزیز بن عبد الرحمن آل سعود نے رکھی۔ پھر اس کی باگ و دران کی نیک اولاد کے ہاتھ میں آئی جس کی قیادت خادم حرمین شریفین ملک سلمان بن عبد العزیز اور ان کے دونوں ولی عہد صاحبان کر رہے ہیں۔ الحمد للہ! یہ وہ ملک ہے جہاں قرآن کریم اور سنت مطہرہ کو دستور حیات بنایا گیا ہے۔ یہاں تمام شرعی قوانین اور حدود و تقریرات کا نفاذ بلا تفریق کیا جاتا ہے۔ یہاں قانون کی نظر میں سب برابر ہیں چاہے کوئی چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب۔

اللہ تعالیٰ نے اس ملک کی اعلیٰ قیادت کو توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے مناسب اور ہر وقت اقدامات کر کے دشمنان اسلام کو ان کے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیا، مملکت کے حکمران درست منہج کے مطابق کتاب و سنت پر عمل پیرا ہیں اور بلاد حرمین شریفین کی حدود پر لا قانونیت پھیلانے کی کوششوں کو ناکام بنا رہے ہیں۔ یقیناً اس موقع پر سخت موقف اپنایا گیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان اقدامات کو سارے جہاں کی تلبید و حمایت حاصل ہوئی اور ایسی تعاونی کمیٹی تشکیل پائی کہ شاید ہی تاریخ میں اس کی مثال ملتی ہو۔

مشکلات اور کٹھن آزمائشوں کے اس دور میں ساتھ دینے والوں میں نمایاں نام اہل توحید و سنت کا ہے۔ پاکستان میں حرمین کے استحکام و بقا کے لیے جمعیت اہل حدیث کے غیر متندوں نے ریلیاں نکالیں۔ اس پر میں پاکستان کے اور پوری دنیا کے اہل حدیث کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے حرمین شریفین کے امن و بقا کو اپنی اولیٰ ترجیح بنایا ہے۔ میں شیخ ساجد میر، شیخ حافظ عبد الکریم، شیخ ابو تراب اور دیگر احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس طرح کی جماعتوں میں اپنے فرائض پوری تندی سے انجام دے رہے ہیں۔

پیغام ٹی وی گروپ اپنے منور اور درخشاں پروگرامز کی شکل میں مینار ہدایت کی صورت میں ایک ایسے وقت میں نمودار ہوا ہے جب امت اسلامیہ کو اتحاد و اتفاق اور تعاون علی البر والحق کی ہر دور سے بڑھ کر ضرورت ہے۔ جب کہ دشمنان اسلام کی جانب سے ذرائع ابلاغ کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ ان کی طرف سے فرقہ واریت پھیلانے کی کوششیں پوری قوت سے جاری ہیں۔ مسلمانوں کو بکھیرنے کی کوششیں اپنے عروج پر ہیں۔ ہمیں نہایت سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت چوکنا رہنا چاہیے۔ میری آپ کو نصیحت ہے کہ اصولوں اور بنیادوں پر قائم رہتے ہوئے فروغی مسائل میں نرمی اختیار کیجیے۔ آپ میرے ساتھ اختلاف کر سکتے ہیں کہ مجھے ٹویٹر استعمال کرنا چاہیے یا نہیں، اسی طرح میں بھی کسی فرعی مسئلہ میں آپ سے اختلاف کر سکتا ہوں، لیکن ہمارے درمیان محبت، پیار اور باہمی عزت و توقیر اسی طرح قائم و دائم ذنی چاہیے جیسے کہ صحابہ کرام کے دور میں اور بعد کے ادوار میں قائم رہی ہے۔ پیغام ٹی وی چینل کے سلسلے میں میری آپ کو نصیحت ہے کہ اپنے کام کا تسلسل سے جائے بغیر نہ چھوڑے۔

دعوت و ارشاد کی پاسبان

سعودی حکومت

تحریر: جناب عطاء محمد جنجوعہ

خلفاء راشدین کا طرز حکومت مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ان کے بعد نظام خلافت بالترتیب زوال پڑ رہا ہے۔ اس بناء پر خلافت راشدہ کو معیار بنا کر عصر حاضر کی اسلامی حکومتوں کی کارکردگی کو پرکھنا مناسب نہیں۔ البتہ یہ جائزہ لینا چاہیے کہ کس حکمران کا کردار اور نظام حکومت خلفاء راشدین کے قریب تر ہے۔

مسلم دنیا میں کئی ایسے ملک ہیں جہاں حکمران جماعت قانون سازی کرتی ہے۔ کہیں فرد واحد خود مختار ہے۔ کئی ایسے ملک ہیں جہاں ارکان پارلیمنٹ کو اتھارٹی حاصل ہے جو چاہیں قانون پاس کریں۔ البتہ سعودی عرب نمایاں حیثیت کا حامل ہے جہاں کتاب اللہ سنت رسول اللہ اور خلفاء راشدین کا دستور رائج ہے۔

سنت رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کا طریقہ ہمارا دستور ہے۔ میں تمام شہریوں سے کہتا ہوں کہ اگر وہ ہم میں کوئی خامی دیکھیں تو ہمارے دروازے ان کے لیے ہر وقت کھلے ہیں۔ وہ آئیں اور ہمارے ساتھ بیٹھیں، ہم ہر شکایت کا ازالہ کریں گے۔“ (روزنامہ نوائے وقت: 05/06/2015)

دیگر ممالک میں صدر یا سربراہ مجرموں کی رحم کی اپیل پر پھانسی کی سزا معاف کر سکتا ہے لیکن سعودی بادشاہ کو یہ اختیار حاصل نہیں۔

بیشتر ممالک کی حدود میں قانون کے نفاذ میں یکسانیت نہیں۔ رنگ، نسل، زبان اور عہدہ کی بناء پر امتیازی فرق موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح مقامی باشندوں کے لیے چلک اور تارکین وطن کے لیے سخت قانون لاگو

دنیا کے اکثر ممالک میں صدر مسلم دنیا میں سعودی حکومت کو امتیاز حاصل ہے کہ وہاں سرکاری سطح پر دعوت و ارشاد کا شعبہ قائم ہے جو احسن انداز میں توحید و سنت کی دعوت دیتے ہیں اور شرک و بدعت کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

ہوتے ہیں۔ تاہم سعودی عرب میں کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہیں۔ سعودی حاکم شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے شریعت اسلامی کی روشنی میں انسانی حقوق کے احترام کے موضوع پر مئی 2015ء منعقدہ دوئی کانفرنس میں استدلال کے ساتھ واضح کیا کہ ”سعودی شہریوں اور غیر ملکی تارکین وطن میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا اور نہ وہ آئندہ ایسا کوئی اندیشہ محسوس کرتے ہیں۔ انہوں نے اس توثیق کے ساتھ کہا کہ سعودی عرب کی بنیادیں اسلامی شریعت کی تعلیمات کی پاسداری کے اصول پر استوار ہیں جس میں انسانی حقوق کے تحفظ پر زور دیا گیا ہے۔“

اعتراض: سعودی عرب میں تارکین وطن کو مکان خریدنے اور ذاتی کاروبار کرنے کی اجازت نہیں، انہیں کفیل کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

دنیا کے اکثر ممالک میں صدر مسلم دنیا میں سعودی حکومت کو امتیاز حاصل ہے کہ وہاں سرکاری سطح پر دعوت و ارشاد کا شعبہ قائم ہے جو احسن انداز میں توحید و سنت کی دعوت دیتے ہیں اور شرک و بدعت کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

خادم الحرمين الشريفين شاہ سلمان بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ ”مملکت کے کسی بھی شہری کو بادشاہ اور ولی عہد سمیت شاہی خاندان کے کسی بھی فرد کے خلاف کوئی شکایت ہو تو وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔ آئین کی رو سے کسی کو کوئی امتیازی حق حاصل نہیں اور سب لوگ برابر ہیں۔ انہوں نے عہدہ میں اعلیٰ حکومتی عہدیداروں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شاہ عبدالعزیز اپنے خلاف دعویٰ دائر ہونے پر عدالت میں پیش ہوئے اور مثال قائم کر دی۔ اس کے بعد کوئی بھی عہدیدار حتیٰ کہ بادشاہ مملکت ولی عہد اور شاہی خاندان کا کوئی فرد بھی آئین سے باہر نہیں۔ شاہ سلمان نے کہا کہ کتاب اللہ

ازالہ: یہودیوں نے فلسطین میں ارزاں نرخ پر زمین خرید کر بیسرا کر لیا، روس اور یورپ نے یہودیوں کو نقل مکانی پر مجبور کیا تو وہ فلسطین آکر آباد ہو گئے۔ جب ان کی تعداد معقول ہو گئی تو انہوں نے اپنے علیحدہ وطن اسرائیل کا مطالبہ کر دیا۔

مسلم دنیا میں قومی شناختی کارڈ پر مذہب کا اندراج نہیں۔ قادیانی و اسماعیلی وغیرہ کے نام مسلمانوں سے ملتے جلتے ہیں، اگر سعودی عرب میں تارکین وطن پر جائیداد خریدنے پر پابندی عائد نہ ہوتی تو یہود و نصاریٰ کے علاوہ وہ لوگ بھی ناجائز فائدہ اٹھا سکتے تھے جن کو ملت اسلامیہ متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے چکی ہے۔ جبکہ قادیانی فتنہ کی مدت سے تنگ دوہ ہے کہ حرمین شریفین کے گرد و نواح میں جگہ خرید لیں۔ چنانچہ ان مذموم مقاصد کی روک تھام کے لیے تارکین وطن کے زمین خریدنے پر پابندی مستحسن فیصلہ ہے ورنہ جرائم کے سد باب میں مروجہ قانون میں سب برابر ہیں مقامی وغیرہ مقامی کی کوئی تمیز نہیں۔

نبی کریم ﷺ کی دعوت کا مرکزی محور عقیدہ توحید رہا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اس کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں، فتح و شکست کا مالک اکیلا اللہ ہے۔ بدر کے میدان میں مٹھی بھر مسلمانوں کا قریش مکہ سے سامنا ہوا تو سید الانبیاء ﷺ رب کریم کے دربار میں سرسجود ہو گئے اور فتح و نصرت کے لیے رو رو کر دعا مانگتے رہے۔ آپ ﷺ کو شرک سے اس قدر نفرت تھی کہ آخری بیماری میں رب سے دعا کی ”اے اللہ! میری قبر کو پوجا گاہ (وثن) نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جانے لگے، اللہ کا قہر اور غضب ہوان پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (موطأ امام مالک: ۳۷۶)

باعث تعجب ہے کہ مسلم حکمرانوں نے توحید کی دعوت کو پس پشت ڈال دیا، وہ اس نظریہ کے قائل ہو گئے ہیں کہ کوئی کسی آستانہ کی چوکت پر سر رکھ کر آہ و زاری کرتا ہے یا اس کے ارد گرد چکر لگا کر مدد مانگتا رہے اور اس کے در و دیوار کو چومنا سعادت سمجھتا ہے۔ موجودہ دور کی مسلم حکومتوں میں یہ جرم نہیں بلکہ ان کی اصلاح مگرنا جرم ہے۔ البتہ مسلم دنیا میں سعودی حکومت کو امتیاز حاصل ہے کہ وہاں سرکاری سطح پر دعوت و ارشاد کا شعبہ قائم ہے جو احسن انداز میں توحید و سنت کی دعوت دیتے ہیں اور شرک

یادِ رفنگان

مولانا
حافظ

محمد ادریس ضیاء رحمہ اللہ

تحریر: جناب ابو عمر عبدالعزیز حنیف

دہاڑی کے گرد و نواح میں مختصر تبلیغی پروگرام تشکیل دینے کے ساتھ ساتھ جلسوں اور کانفرنسوں کا انعقاد کرتے تھے۔ یہ سلسلہ ضلع دہاڑی میں پھیلتا چلا گیا اور نوجوانوں کو اہل حدیث پوتھ فورس اور بزرگوں کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کے پلیٹ فارم پر جمع کر دیا اور جمعیت کی رکن سازی کے اہتمام سے پورے ضلع دہاڑی کی تینوں تحصیلوں کے دور افتادہ مقامات پر شب و روز طوفانی دورے کرتے ہوئے ایک نظم میں پرو دیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کی تنظیم سازی کے جذبہ و لگن نے انہیں ضلع دہاڑی کی امارت سے کئی سال ہمنکار کیے رکھا اور اہل حدیث پوتھ فورس پاکستان کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ نے ملک بھر میں احباب جماعت سے رابطہ و تعلق نے انہیں اوج کمال پر پہنچا دیا۔

تاہم اس سارے دور میں جماعتی نشیب و فراز بھی آتے رہے، کبھی بیماریوں اور حوادثات نے آلیا لیکن وہ ہر حال میں صبر و شکر کی تصویر اور اپنی حکمت عملی کا جو بھی انہوں نے منبج اختیار کیا اسے کسی مصلحت کا شکار نہ ہونے دیا، اپنے موقف سے عہد وفا باندھے رکھا اور مرکز کی ہدایات پر سیاست کے میدان میں بھی عملی نمونہ پیش کیا۔ دہاڑی میں ایم این اے کی سیٹ پر الیکشن میں جماعتی پالیسی کی بنیاد پر امیدوار کی بھرپور حمایت کی اور دو بار کامیابی سے ہمنکار کروایا۔

فرقہ واریت کے عفریت کو ضلع بھر میں اتحاد و اتفاق کی بوتل میں بند کیے رکھا، ملی یک جہتی کونسل کے چیئرمین ہونے کے ناطے سے اپنے فرائض منصبی پر آج نہ آنے دی، جہاں کہیں بھی امن دشمن عناصر نے آگ لگائی حافظ محمد ادریس نے ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر امن و آشتی کا پانی ڈال دیا۔ پورے ضلع کی مذہبی جماعتوں کے قائدین حافظ ادریس ضیاء رحمۃ اللہ علیہ کی صلح جوئی، جذبہ صادقہ کے معترف اور قدر دان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ضلع بھر میں حافظ صاحب کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی

اس دنیا جہان رنگ و بو میں نامور و مشاہیر کی کمی نہیں، خلاق عالم نے دنیا میں انسانیت کی رہنمائی کے لیے اپنے مرسلان حق کے بعد ان کی نیابت کے لیے علمائے کرام کے سعادت مند وجود کو کائنات کی اصلاح و فلاح کی ذمہ داریوں سے نواز کر دنیا کو زینت بخشی۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو زمین اور اہل زمین پر بوجھ بنے ہوتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر قدم قدم پر محبتیں نچھاور کی جاتی ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں باوجود دوسری دنیا میں آباد ہو جانے کے ان کی دینی خدمات اور محبت و ایثار کو بھلایا نہیں جاسکتا۔ انہی احباب و علماء میں حافظ محمد ادریس ضیاء رحمۃ اللہ علیہ کی مربی و محسن ہستی تھی جن کی جماعتی اور ملی خدمات کا تسلسل ربع صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط ہے۔ انہیں مرحوم لکھتے ہوئے کیجیہ منہ کو آتا ہے اور صبر کے بندھن ٹوٹ جاتے ہیں۔ جیاباگ ضلع قصور میں مولانا محمد صالح کے یہ چشم و چراغ مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث دہاڑی کے خطیب و امام کے منصب پر ۱۹۸۰ء میں فائز ہوئے جن کی تعلیمی اور تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز ضلع دہاڑی ہی نہیں بلکہ پنجاب کے دیگر مقامات بھی رہے۔ حضرت حافظ صاحب کی تقریر کا محور مسلک اہل حدیث کی ترجمانی ہوا کرتا تھا۔ کلمہ حق کہنا اور حکمرانوں کے سامنے حق بات کہنا اور خلاف حق بات کا فوری رد کرنا ان کا معمول تھا۔ حضرت حافظ صاحب اپنے جوش و خلبات میں بھی وعظ کی دلنشینی اور شیرینی کو فراموش نہ ہونے دیتے تھے اور سامعین کرام کی تمام تر توجہ کو اپنی طرف مبذول کرائے رکھنا حضرت کا کمال تھا۔ وہ اپنی تقریر میں عربی، اردو اور فارسی کے اشعار بر جستہ پڑھا کرتے تھے۔ لوگ پروانہ وار حضرت کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے لیے دور و نزدیک سے امدے چلے آتے تھے اور حضرت حافظ صاحب بھی اپنے گرویدہ حضرات کی چاہت و لگن کا احساس خاطر بجالاتے۔ اس طرح وہ

طرح پھیلی کہ عوام الناس کے جہوم امدے چلے آئے اور مرکزی جنازہ گاہ جب تنگی داماں کی شکایت کرتی نظر آتی تو پھر ہاکی گراؤنڈ میں ضلع دہاڑی کا سب سے بڑا مثالی جنازہ تھا۔ یہ ان کی مقبولیت عامہ ہر دلعزیزی اور بے لوث خدمت کا بین ثبوت ہے۔ ان کی وفات کے صدمہ اور داغ مفارقت کے احساسات سے ہر آنکھ اشکبار تھی۔ لو احقین احباء و اقرباء اور پنجاب کی جماعتی قیادت نے بحر پورا انداز میں حضرت حافظ صاحب کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے خراج تحسین پیش کیا۔ ایک جم غفیر نے مرحوم کو بادیہ نم اور سرسکیوں میں سپرد رحمت باری کیا۔

حضرت حافظ محمد ادریس ضیاء صاحب رحمہ اللہ تقریباً ۱۹۸۰ء میں (قاری عبداللطیف کی پیرانہ سالی کے ایام میں قاری صاحب کی جگہ پر) امام و خطیب کے طور پر مسجد مبارک اہل حدیث دہاڑی میں متعین ہوئے۔ راقم السطور ان دنوں جامعہ تعلیم الاسلام مامونہ کالج ضلع فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا۔ انہی ایام میں حضرت کے ساتھ تعارف دوستی اور بھائی چارے کی فضاء پیدا ہوئی اور یہ تعلق جماعت کی وجہ سے بڑھتا ہی چلا گیا اور سفر حج کی سعادت کا شرف بھی حضرت حافظ صاحب کی رفاقت میں فروری ۲۰۰۳ء میں حاصل ہوا۔

حق تعالیٰ کو جس قدر منظور تھا حافظ محمد ادریس ضیاء رحمۃ اللہ علیہ نے دین اور جماعت کی خدمت کی اب مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع دہاڑی کے امیر حافظ غلام اللہ محمدی ہیں جو فی الواقع علمی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ حافظ محمد ادریس ضیاء کے خلاء کو پر کرنے کی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ حافظ غلام اللہ محمدی صاحب کی امارت میں کتاب و سنت کا سفینہ ساحل مراد سے ہمنکار ہوگا۔ حضرت حافظ محمد ادریس ۱۹ مئی ۲۰۱۵ء کو عالم جاودانی کو کوچ کر گئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ آمین!

اعلان داخلہ

جامعہ فتنہ نبوت، شوکت آباد لنک سونے گیس روڈ کی عبدالرحمن والی گورجوانوالہ کے شعبہ حفظ ناظرہ شعبہ تہجد میں داخلہ جاری ہے۔ زیر سرپرستی استاذ القراء قاری یحییٰ صاحب عالم مدرسہ قاری سلمان اسلم شاہ۔

حیاتین اور اینٹی اوکسی ڈینٹ کی اہم مقدار ہوتی ہے۔ اس میں لیوٹین اور زیکس تھن جیسے اہم اجزاء جو بصارت کے لیے مفید ہیں موجود ہوتے ہیں۔ اس کے ایک کپ سے 23.8 ملی گرام لیوٹین اور زیکس تھن حاصل ہوتے ہیں۔ سلاڈ اور ترکاری کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس کے پتوں کو چسپ کی طرح استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مرض کینسر میں بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ میٹھا کدو لال انگور ہرے مٹر کھیرہ سنگترے کا رس خربوزہ آم سیب گاجر شکر قندی اور خشک خوبانی اور نمائز بھی لیوٹین اور زیکس تھن کی موجودگی بصارت کے لیے ان اشیاء کا استعمال مفید ہے۔

خط و کتابت پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی، مطب، ہمدرد سکیم، موز علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور فون 042-37803520

اظہار تعزیت

جناب بشیر انصاری مدیر اعلیٰ مفت روزہ اہل حدیث لاہور کے بڑے بھائی کی وفات پر درج ذیل علماء کرام نے فون پر اظہار تعزیت نیز مرحوم کی مغفرت تادمہ اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی ہے:

مولانا عبد العزیز حنیف (سینئر نائب امیر مرکزیہ)

مولانا محمد ابراہیم میر پوری (خطیب برہنہم برطانیہ)

ڈاکٹر مولانا سعید احمد چنیوٹی (فیصل آباد)

مولانا عبد الواحد سلفی (لاہور سنی) مولانا احمد یار صدیقی (ساہیوال)

مولانا قاری حفیظ الرحمن سندھو (مامونہ کالج)

پروفیسر عامر حفیظ مولانا محمد حنیف شاہ (لاہور)

محمد سرفراز حسن (گوجرہ) شفیق الرحمن (تنویری کتب بھی لکھا)

حافظ ریاض احمد عابد (لہان)

عبدالرحمن عظیم مغل گوجرانوالہ (رہائش پرتشرف لائے)

اظہار تعزیت

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل جہانیاں کے صدر چوہدری عنایت اللہ بھٹی ناظم مولانا عبدالرحمن سلفی ڈاکٹر محمد اقبال حنیف مولانا محمد اکرم ڈاکٹر محمد نوید اکبر اقام الحروف اور تنظیم کے دیگر کارکنان نے صفت روزہ اہل حدیث لاہور کے مدیر اعلیٰ جناب مولانا بشیر احمد انصاری کے برادر محترم الحاج محمد دین السلفی کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔ تنظیم کے کارکنان نے جناب مدیر اعلیٰ اور ان کے خاندان اہل و عیال کے لیے صبر جمیل اور مرحوم کے لیے جنت الفردوس کی دعا کی۔

دعا گو! شفیق الرحمن جنرل سیکرٹری AYF جہانیاں خاندان

چشم کے امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

انڈا..... ناشتہ میں پروٹین سے بھرپور انڈا ضرور شامل کریں انڈے میں اہم غذائی اجزاء اور حیاتین پائے جاتے ہیں۔ انڈے کی زردی میں لیوٹین اور زیکس تھن سب سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ حیاتین ای اور اومیگا 3 جیسے اہم اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اگر دیسی انڈا میسر ہو تو بیٹے میں چار روز انڈا کھا لینا چاہیے۔ آج کے دور میں پولٹری فارم کے باعث جو انڈے میسر ہیں ان میں کولیسٹرول کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اس لیے پولٹری کے انڈے جن میں کولیسٹرول بڑھا ہوا اعتدال میں استعمال کریں اور لیوٹین کی ضرورت پھلوں اور سبز پتوں سے پوری کریں۔

مالٹا..... یہ رس بھرا پھل حیاتین ج سے بھرپور ہوتا ہے۔ جو آنکھوں کی بانٹوں (ٹشو) کے لیے بہت اہم غذائی جزو ہے۔ حیاتین ج آنکھوں کی بانٹوں کو اس نیلی روشنی سے محفوظ رکھتی ہے جو سورج کی روشنی میں پائی جانے والی ضرر رساں تابکاری ہے۔ سفید موتیا بند کے بچاؤ میں مدد دیتی ہے۔ اینٹی اوکس ڈینٹ کی تشکیل میں کردار ادا کرتا ہے۔

پالک..... پالک کا ایک کپ غذائیت سے بھرپور لیوٹین اور زیکس تھن سے بھرپور ہوتا ہے۔ پالک کو صحت مندانہ مقدار میں لینے کے لیے سینڈویچز میں سلاڈ اور سبزی کے طور پر لیا جاسکتا ہے۔ اس میں خصوصیات بھی موجود ہے اگر اسے پکا کر استعمال کیا جائے تو اس میں موجود لیوٹین جسم میں آسانی سے تحلیل ہو جاتی ہے۔

کئی (تے)..... یہ نہ صرف مزے دار ہوتے ہیں بلکہ لیوٹین اور زیکس تھن سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق کئی کو جس قدر پکایا جائے اس میں اسی قدر لیوٹین اور اینٹی اوکسی ڈینٹ کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ کئی کو سوپ، انواع و اقسام کے سیرپ اور مختلف کھانوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

گوشتی..... یہ سبزی حیاتین ج، فائبر (ریبہ) سے بھرپور ہوتی ہے۔ اس میں بصارت بڑھانے والے جزو لیوٹین اور زیکس تھن پائے جاتے ہیں۔ گوشتی کی شاخ کو آبلیم، پیزا، توست، میکرونی، سیلڈ وغیرہ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کرم کلا..... یہ بند گوشتی کی ایک قسم ہے جس میں

بصارت کو بہتر بنانے والی غذائیں

بصارت کو بہتر بنانے والی غذائیں

آنکھیں قدرت کا اہم عطیہ ہیں زندگی کی تمام بہاریں آنکھوں سے ہی ہیں۔ آنکھوں کی قدر و اہمیت کسی نابینا سے پوچھیے۔ ہر آنکھ کے پیچھے پردہ چشم کے مرکز میں خصوصی بانٹوں کا ایک گچھا ہوتا ہے جسے جوف نام کہتے ہیں۔ جب پردہ چشم کا جوف خراب ہونے لگتا ہے تو اس غربابی کی وجہ سے انسان بصارت سے محروم ہو جاتا ہے یا بصارت کم ہو جاتی ہے۔ یہ مرض عموماً 60 سال کی عمر کے بعد ہوتا ہے۔ ایک اندازہ ہے کہ دنیا میں 25 ملین سے زیادہ افراد عمر بڑھنے کے باعث آنکھوں کے پتوں کی کمزوری اور سفید موتیا جیسے امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امریکن بصارت میڈیکل ایسوسی ایشن کے جائزے کے مطابق یہ امراض بصارت کے گرنے کی ایک بڑی باعث بن جاتے ہیں۔ ایک حالیہ تحقیق مطابق اس مرض کا سبب ناقص غذا ہے اور صحت مند غذا میں شامل مغذیات جن میں لیوٹین اور زیکس تھن جیسے اہم غذائی اجزاء ہوتے ہیں ان کے باقاعدہ استعمال سے آنکھوں کے امراض سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ حیاتین اور معدنیات وغیرہ پردہ چشم کی کمزوری اور موتیا جیسی بیماریوں کا خطرہ کم کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ لمبی غذا جن میں حیاتین ج، حیاتین ای، کیروٹین، زنک اور اومیگا 3 فیٹی ایسڈ سے بھرپور ہوتی ہیں۔ ان سے نہ صرف عمر میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ ان امراض کا راستہ روکنے میں مددگار ہے۔ یہ اجزاء سبز پتوں والی ترکاریوں، کئی، آم، آڑو اور بہت سی دھیری سبز سرخ ترکاریوں اور پھلوں میں پائے جاتے ہیں۔ اندازہ ہے کہ جن افراد کی غذاؤں میں لیوٹین کا اضافہ زیادہ ہوتا ہے ان میں چشم کے امراض کی شرح کم ہوتی ہے۔ تمباکو نوشی کرنے والوں کو جوف چشم میں سرخی کا امکان زیادہ ہوتا ہے کیونکہ تمباکو نوشی کا جسم میں موجود لیوٹین پر زیادہ مٹی اثر ہوتا ہے۔ اس طرح لیوٹین حیاتین ج پر بھی مضر اثر ڈالتی ہے۔ ذیل میں ہم جن غذاؤں کا ذکر کرتے ہیں جنہیں ہم اپنی خوراک میں شامل کر کے نہ صرف اپنی بصارت بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ

تبصرہ کے قریب

نام کتاب: تحریک ختم نبوت اور خواتین

مرتبہ: حمیرا توحیدی

صفحات: 36 ناشر: مکتبہ اسلامیہ لاہور

تبصرہ نگار: عبدالسلام زاہد

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قصر نبوت کے دفاع کے لیے آدمیوں کے شانہ بشانہ عورتوں نے بھی بے مثال شجاعت و بہادری اور لازوال کردار کے ایسے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں جن سے اپنے تو اپنے بیگانے بھی انگشت بدندان رہ گئے۔

اسی حوالے سے محترمہ حمیرا توحیدی حفظہا اللہ نے چند خواتین کے محیر العقول واقعات اور ان کی داستان عزم و ہمت، استقلال و جرأت اور شجاعت و بسالت احاطہ تحریر میں لانے کی ایک سعی فرمائی ہے۔ چونکہ مصنفہ کی یہ پہلی کاوش ہے اس لحاظ سے یہ اس لائق ہے کہ اس کی اشاعت بکثرت کی جائے تاکہ وہ مزید تحقیقی کتب سے اصحاب ذوق کے لیے ایسی سوغاتیں پیش فرماتی رہیں۔

ضرورت ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں پروف ریڈنگ پر خصوصی توجہ دی جائے۔



نام کتاب: رزق اور اس کی دعائیں

مرتبہ: پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی

صفحات: 96 ناشر: دارالنور - اسلام آباد

تبصرہ نگار: عبدالسلام زاہد

رزق ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے بلکہ جملہ مخلوق بھی رزق کی محتاج ہے اور ان سب کے رزق کے ذمہ دار خود خالق مخلوقات ہیں۔ چونکہ تمام مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ حضرت انسان ہے اس لیے اسے حصول رزق کے لیے سب سے بہتر اور برتر طریقے کی تعلیم دی گئی ہے اور وہ ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا و دعا اور مناجات۔

زیر تبصرہ کتاب میں اسی حوالے سے سات بنیادی عناوین کے تحت کئی عنوان قائم فرما کر حصول رزق کی تعلیم و ترغیب کے ساتھ تعلق باللہ کی مضبوطی عقیدے کی اصلاح، معرفت الہی کی تلقین کی گئی ہے۔ محترم جناب ڈاکٹر فضل الہی حفظہ اللہ نے اپنی دیگر پچاس سے زائد عربی اور اردو کتب کی طرح اس کتاب میں بھی ایک بہترین اور کامیاب ناصح کی طرح راہ نمائی کی ہے۔ ہر محتاج رزق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کتاب سے مستفید ہو کر رزق حلال کی نعمت سے مالا مال ہو۔

اسلامی دعوت کا انفرنس برطانیہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ کے زیر اہتمام 38 ویں سالانہ عالمی اسلامی دعوت کانفرنس 2 اگست 2015ء مطابق 17 شوال 1436ھ بمقام مسجد اتھوئی لیسٹر (انگلینڈ) میں منعقد ہو رہی ہے جس میں امیر محترم بلینز ریڈنر ساجد میر اور ایڈیشنل سیکرٹری جنرل رانا شعیب خان سرمدی سمیت عالم اسلام سے ممتاز اسکالر، ڈاکٹر اور علماء کرام شرکت فرمائیں گے۔ بیرونی مقامی علماء کرام اور رہنماؤں کے اہل عربی اور انگریزی میں خطابات ہوں گے۔ (ادارہ)

ناظم اعلیٰ پنجاب کی سعودی عرب سے مراجعت

مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے ناظم اعلیٰ محاسن محمود عباس سعودی عرب کے ایک ماہ کے دورے کے بعد گزشتہ دنوں وطن واپس پہنچ گئے۔ علامہ اقبال ایئر پورٹ لاہور پر فہرہ داران و کارکنان و اعزاء اقارب نے ان کا استقبال کیا۔ منجانب: عبدالرحیم ناظم دفتر پنجاب

ضرورت مدرسین

جامعہ الدراسات الاسلامیہ (مرکز ام الہدیٰ) گڑھ ہرئس پورہ لاہور کے شعبہ درس نظامی کے لیے کئی مدرسین جو تمام درسی کتب پر حائے کما تجربہ رکھتے ہوں۔ شعبہ حفظ القرآن کے لیے جامعہ تجزیہ و قرأت مدرس کی فوری ضرورت ہے۔ مشاہیرہ حسب لیاقت دیا جائے گا۔

رابطہ: ناظم جامعہ حافظ عبدالرؤف بن شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی 0300-9491221

ہماری صفوں میں چپکے سے نہ آگھیں۔ میں پیغام ٹی وی میں کام کرنے والے ہر فرد کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کیرہ مینوں، ٹرانسمن شاف، لکھنے والوں اور مالی معاونت کرنے والوں، سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہر مقتدر شخص کو دعوت دیتا ہوں کہ جو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرنا چاہتا ہو وہ ہمارا ہاتھ بٹائے۔ یہ خدمت کا بہترین موقع ہے اور اللہ کی قسم! یہی حقیقی جہاد ہے۔

جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب سٹیج پر تشریف لائے۔ انہوں نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا پیغام ٹی وی کا مختصر مگر جامع تعارف کرا دیا اور حاضرین سے عطیات کی اپیل کی۔ پاکستان سے آنے والے مہمان بطور خاص اس کے لیے تیار ہو کر آئے تھے۔ اس روز ساقیوں اور احباب نے دل کھول

پیغام T.V کی تقریب

ثبت امور کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ منفی امور کی اصلاح بھی کی جائے۔ خدمت دین کے کام میں ہر ذریعہ جدید ٹیکنالوجی اور ہر طرح کی مہارت کو بروئے کار لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہم سے سوال کیا جائے گا کہ ہم نے اس کے دین کے لیے کیا کام کیا تھا؟ انفرادی طریقے سے کیے گئے کاموں پر اکتفا کرنا درست نہیں، بلکہ کام کو منظم طریقے سے کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اجتماعی منصوبے بنانے کی ضرورت ہے تاکہ دعوت کا کام شخص اجتہادات کی آماجگاہ نہ بن جائے اور اسلام دشمن عناصر کہیں اس بد نظمی کی وجہ سے

منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل..... خیرات میں تجبہ و دستار نہیں ملتے

ناظم مقام اہل علی کی فیصل آباد آمد اور تقریب حلف برداری

مرکزی جمعیت اہل حدیث فیصل آباد سٹی کی طبیعتی تربیتی و اصلاحی ورکشاپ اور تقریب حلف وفاداری 12 جون محمد المبارک بعد نماز عصر جامع مسجد عمر اہل حدیث سول لائن میں ہونا طے تھی جس کی اطلاع متعلقین کو بروقت اور مناسب انداز سے کی جا چکی تھی۔ جس کے لیے بہترین کمرڈ وگت نامہ تقسیم ہو چکا تھا۔ اس لیے تمام ذمہ داران اپنی ذمہ داری سمجھاتے ہوئے مسجد میں نماز عصر کی جماعت میں موجود تھے۔ نماز عصر کے فوراً بعد پروگرام کا آغاز اللہ کی مقدس کتاب قرآن مجید کی تلاوت سے کیا گیا۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد اسلام آباد سے تشریف لانے والے عظیم سکار محترم ڈاکٹر عبدالرحمن حنیف نے ”با مقصد زندگی اور اس کا طریقہ کار“ کے عنوان پر انتہائی مفید موثر اور انقلابی گفتگو فرمائی۔ مجلس کا ہر شخص ہر تن گوش و سماعت تھا۔ اس کے بعد جناب عبدالغفار نقب صاحب نے تقریب حلف وفاداری کی غرض حمایت اور سابقہ کارکردگی پیش کرتے ہوئے مسرت کا اظہار کیا اور امیر شہر حافظ عبدالرحمن آزاد ناظم جناب حافظ اکبر جیلانی سینئر نائب امیر علامہ عبدالصمد معاذ کے تنظیم کو مزید عظیم فعال اور متحرک بنانے کے لیے آٹھ حلقوں میں تقسیم کرنے کے عمل کو سراہا جس پر حاضرین نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ محترم حافظ عبدالرحمن آزاد کی محنتوں کا ہی ثمر ہے کہ اہلیان فیصل آباد نے پھر سے ان پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔

تقریب سے ضلعی امیر مولانا عبدالرشید مجازی نے خطاب کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ جماعتی وابستگی کو یقینی بنایا جائے۔ جماعت کے خلاف ہر سازش کو ناکام بنایا جائے۔ اللہ کے فضل سے جماعت اپنا بنیادی کام یعنی تبلیغی مشن بڑے احسن انداز سے جاری رکھے ہوئے ہے۔ نہ صرف مکی حد تک بلکہ پیغام ٹی وی چینل کے ذریعے بے شمار ملک اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ بزرگ رہنما حضرت مولانا محمد یوسف انور نے فرمایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی قیادت متحرک ہے جس کا نتیجہ ہے کہ آج یہ پروگرام اپنی مثال آپ پیش کر رہا ہے۔ انہوں نے جماعت کی تاریخ اور تاریخی کارناموں کو مفصل بیان کیا۔ اتنے میں قائم مقام ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ صاحب نماز جمعہ سے

فارغ ہو کر فیصل آباد جامع مسجد عمر میں تشریف لے آئے جس سے مسجد کے وسیع ہال میں موجود جماعتی احباب میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جماعتی بڑے بزرگ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ مولانا محمد یوسف انور مولانا محمد طیب معاذ حاجی بشیر احمد (انصاف والے) بڑی محبت، شفقت اور پیار سے بٹ صاحب کو ملے اور ڈھیروں دعاؤں دیں۔ جس پر مولانا محمد نعیم پھولے نہیں سارہے تھے اور کہنے لگے کہ ان بزرگ معزز شخصیات کے زیر سایہ میں طویل عرصہ سے جماعت کی چاکری کر رہا ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ قبول و منظور فرمائے۔ اسی اثناء میں اسٹیج سے پکارا گیا کہ قائم مقام ناظم اعلیٰ نو منتخب کابینہ سے حلف لیں گے۔ اراکین کابینہ ہاتھوں میں حلف نامہ کی کاپی لیے اسٹیج پر جمع ہو گئے جن میں سرپرست مولانا نجیب اللہ طارق، امیر حافظ عبدالرحمن آزاد ناظم مولانا محمد اکبر جاوید، سینئر نائب امیر علامہ عبدالصمد معاذ، سینئر نائب ناظم جناب عبدالغفار نقب، ناظم تعلیمات ڈاکٹر مولانا محمد سعید چٹوٹی، ناظم مالیات جناب شیخ محمد اسحاق، ناظم طبع و تالیف مولانا عبدالحی انصاری اور دیگر معزز عہدیداران شامل ہیں جنہوں نے اجتماعی حلف اٹھایا۔

ہاؤس میں اس وقت بڑا خوبصورت دل کش اور خوشی و مسرت کا سماں تھا۔ ہر چہرہ چمک اور دمک رہا تھا اتفاق و اتحاد اور مکمل یکجہتی کی فضا قائم تھی۔ اسی فضا میں اعلان ہوا کہ اب پروگرام کو سمیٹتے ہوئے آخری خطاب کے لیے مولانا محمد نعیم بٹ تشریف لاتے ہیں۔ چونکہ اذان مغرب کا ناظم قریب تھا انہوں نے انتہائی موثر اور مختصر خطاب میں گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ فرمایا کہ اپنے مشن کو کامیابی سے عروج تک پہنچانے کے لیے سیرت نبویؐ سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ بھائی چارہ کی فضا قائم کی جائے۔ اختلافات کو جنم نہ لینے دیا جائے، باہمی محبت اور اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ کیا جائے۔ دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کیا جائے۔ مقامی اور مرکزی بیت المال کو مضبوط کیا جائے۔ حفظ مراتب کا پورا خیال رکھا جائے۔ جماعتی پالیسی کو دل و جان سے قبول کیا جائے اور دوسروں کو قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔ جذبہ ایثار و قربانی کا تاج پہنا جائے۔ مسلک اہل حدیث فرش پر نہیں بنا، یہ عرش سے آیا ہے لہذا اس سے وفا کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ قائم مقام کی دامن میں

گنجائش نہیں اس لیے میں چند ایک فقرے بولتا ہوں آپ ماشاء اللہ اہل علم، اہل دانش لوگ ہیں گھر جا کر غور فرما لینا ”حادثہ“ زہر خود پیتا ہے اور امید کرتا ہے کہ دوسرا مر جائے۔ ”غصہ“ ماچس کی تیلی ہے دوسرے کو جلانے سے پہلے خود جلتی ہے۔ ”بد زبانی اور بد گمانی“ دوا ایسے عیب ہیں جو انسان کے کمال کو زوال میں بدل دیتے ہیں۔ غصہ میں کوئی فیصلہ نہ کرنا اور بہت خوشی میں کوئی وعدہ نہ کرنا۔ احساس ہو تو اجنبی بھی اپنے ہو جاتے ہیں اور احساس نہ ہو تو اپنے بھی اجنبی ہو جاتے ہیں۔ بات جاری تھی کہ اذان مغرب کے وقت کا اشارہ ہوا تو مولانا بٹ صاحب نے فوراً کہا کہ بس اتنی باتوں پر عمل کر لیں۔

لوگاں نال رکھیں فقیرا ایسا بہن کھلون کول ہویں تے ہسن لوکی دور ہویں تے رون تقریب میں فیصل آباد کے تمام بڑے بڑے مدارس کی نمائندگی موجود تھی سابق ناظم فیصل آباد چوہدری عبداللطیف، شیخ عبدالباری، شیخ عمران پاشا اور دیگر معززین نے بھی شرکت فرمائی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد پرنسٹن ضیافت پر پروگرام اختتام کو پہنچا اور مہمان خصوصی کو جماعتی احباب نے ڈھیروں خلوص بھری دعاؤں سے الوداع کیا۔

اظہار تقریریت

جامعہ عثمانیہ اہل حدیث مدظلہ روز نواب چوک کے ایک اجلاس میں جماعت کے سرگرم ساتھی میاں عبدالسلام کی والدہ محترمہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحومہ کی مغفرت تامہ اور پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ اجلاس میں قاری لطف اللہ عاصم، قاری عبدالشکور، حافظ محمد رفیق و ڈانچ مکھڑوی، شفیق الرحمن عثمانی، ابوالخیر شمس الدین محمد، ابوبکر داؤد انصاری، بابو احسان اللہ اور دیگر احباب نے شرکت کی۔ رپورٹ: حافظ محمد رفیق و ڈانچ مکھڑوی، ”الجمعیۃ“، گوجرانوالہ

تبلیغی پروگرام

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع نیاری کے زیر اہتمام 15 روزہ تبلیغی پروگرام تحفظ حریم شریفین کے عنوان سے گوٹھ شیر خان جمالی میں ہوا۔ مقررین میں حافظ زبیر احمد کا، ناظم ضلع نیاری اور امیر ضلع نیاری حافظ عبدالعزیز کا کا تھے۔ جنہوں نے تحفظ حریم شریفین کے حوالے سے بڑے شاندار خطابات فرمائے۔ المرسل: حافظ صلاح الدین کا، ناظم اطلاعات ضلع نیاری

اخبار الجماعۃ

مرکزی جمعیت شکی کوٹ رادھا کشن کی تبلیغی سرگرمیاں

مرکزی جمعیت اہل حدیث شکی کوٹ رادھا کشن کے زیر اہتمام اور زیر اہدایت خالد سیف اللہ امیر شکی ماہ رمضان کے پر سعادت لمحات سے استفادہ کرنے کی جستجو میں زیر عمل رہی۔ اس سلسلہ میں رمضان المبارکی کے حصول کے لیے درج ذیل سرگرمیاں جاری رکھیں:

ماہ رمضان میں خواتین کے لیے قرآن پاک کی ترجمہ و تفسیر کلاس کا اجراء کیا گیا جس میں محترمہ حافظہ بشری زکریا نے مسئلہ کے فرائض انجام دیے۔

ماہ رمضان کے آغاز میں ہی غرباء و مساکین اور یتیمی میں راشن تقسیم کیا گیا۔

3 رمضان المبارک بعد نماز ظہر جامع مسجد مبارک اہل حدیث محلہ کوٹ مہیاں میں ناظم ضلع قصور حافظ حسن محمود کبیر پوری نے درس حدیث دیا۔

4 رمضان المبارک کو جامع مسجد فاروق اعظم اہل حدیث نزد ریلوے سٹیشن میں زیر نگرانی چوہدری محمد صلیف کبہہ اور چوہدری محمد ایوب کبہہ اظہاری کا انتظام کیا گیا اور درس قرآن کی سعادت حافظہ محمد زکریا عیسیٰ نے حاصل کی۔

25 رمضان المبارک بعد نماز فجر اسی مسجد میں حافظ انعام الرحمن محمدی نے درس قرآن دیا۔

27 رمضان المبارک کو حافظہ محمد صدیق حافظ احمد اللہ سلیم نائب ناظم شکی کوٹ نگرانی میں قرآن پاک کی تلاوت کی تکمیل ہوئی اور نماز تراویح میں قرآن پاک سنانے کی سعادت حافظہ محمد زکریا عیسیٰ نے حاصل کی اور تلاوت قرآن پاک کی تکمیل کے بعد درس قرآن بھی دیا۔

28 رمضان المبارک کو تکمیل تلاوت قرآن کے موقع پر جامع مسجد فاروق اعظم نزد ریلوے سٹیشن میں بعد نماز تراویح مولانا ابوبکر سلطان یزدانی مولانا منظور احمد جزائوالہ اور سید زین العابدین شاہ نے خطاب کیا۔

29 رمضان المبارک کو ہانگہ حافظہ محمد زکریا عیسیٰ پر شاندار اظہاری کا اہتمام کیا گیا جس میں امیر شکی میاں خالد سیف اللہ احمد اللہ سلیم ذوالفقار علی ماسٹر محمد سرور کوکھر کے علاوہ مذہبی اور سیاسی شخصیات نے شرکت کی۔

منجانب: حافظہ محمد زکریا عیسیٰ (ناظم شکی کوٹ رادھا کشن قصور

نماز عید الفطر

جامع مسجد اہل حدیث چک 112 علی آباد تحصیل ساہیوال میں مولانا قاری شفیق الرحمن نے نماز عید الفطر بارش

کے باعث مسجد میں صبح 7 بجے پڑھائی۔ انہوں نے خطبہ عید کے دوران عالم اسلام و پاکستان کی سلامتی کے لیے دعائیں کیں۔ عید کے اجتماع میں حضرات و خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔
منجانب: عبدالمنان عبدالغفور ولہلہ چک ہذا

استقبالیہ دعوت

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے سرپرست و خطیب مرکزی جامع مسجد مولانا عبدالقادر عثمان کو عمرہ سے واپسی پر ڈاکٹر محمد حسن نے اپنی رہائش گاہ پر ان کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا جس میں تحصیل گوجرہ کے امیر حافظہ محمد اسلم جٹ، ضلعی ناظم مالیات ملک محمد اسلم آزاد تحصیل ناظم نشر و اشاعت محمد سرفراز حسن محمد ابوبکر صدیق حافظہ امیر حمزہ حسن محمد ولید عبداللہ نے شرکت کی اور مولانا عبدالقادر عثمان کو عمرہ کی سعادت حاصل کرنے پر مبارکباد دی۔

منجانب: محمد سرفراز حسن ناظم نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

مرکز تحفظ ختم نبوت اہل حدیث چناب نگر

چناب نگر (روہ) میں اہل حدیث کا کوئی مرکز نہ رہا یا مسجد نہ تھی اب الحمد للہ ایک کنال جگہ خرید کر قبضہ حاصل کیا جا چکا ہے اور ساتھ والی دوسری کنال کا بیعانہ مبلغ تین لاکھ ادا کر دیا گیا ہے اور بقید رقم ابھی قابل ادائیگی ہے۔ احباب جماعت اپنی خاص دعاؤں میں اس مرکزی آبادی اور تعمیر و ترقی کے لیے یاد رکھیں اور جو مشکلات ہیں اللہ انہیں جلد حل فرمائے۔ آمین!

منجانب: عبدالرشید ضیاء 0301-7107301

صدر العاقب و پبلیسر سوسائٹی چناب نگر ضلع چنیوٹ

ضرورت رشتہ

30 سالہ سلفی نوجوان محکمہ صحت میں ملازم رحمانی برادری کے لیے پابند شرع پڑمی لکھی دو شیزہ کارشتہ درکار ہے۔

رابطہ: 0345-7710093 (فیصل آباد)

25 سالہ خوبصورت، خوب سیرت پابند صوم و صلوة لڑکی کے لیے دیدار اور برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ گوجر نوالہ کے رہائشی کو ترجیح۔

رابطہ: 0302-6211176

وی پی آر شاہی

جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بیجا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

انتقال پڑھان

گذشتہ دنوں حافظہ محمد زکریا عیسیٰ ناظم شکی کوٹ رادھا کشن کی حقیقی چچی جان انتقال کر گئی۔ انشاء وانا الیہ راجعون انماز جنازہ پروفیسر حافظہ محمد اقبال نے پڑھائی۔ مرحومہ پابند صوم و صلوة تھیں اور گذشتہ ایک سال سے کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا تھیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل دے۔
منجانب: حافظہ احمد اللہ سلیم (نائب ناظم شکی کوٹ رادھا کشن

مولانا عبدالصمد دھیر پوری

ریاست جموں و کشمیر میں مسلک اہل حدیث کے بانی مولانا عبدالعظیم رحمہ اللہ کے پوتے اور مولانا عبدالصمد دھیر پوری کے والد محترم مولانا عبدالرؤف رحمہ اللہ 10 جولائی بروز جمعہ 2015ء کو چتر پڑی میں وفات پا گئے۔ موصوف جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ سے تخرج تھے۔ نماز جنازہ مولانا عبدالصمد دھیر پوری کے پڑھائی اور چتر پڑی کے مقامی قبرستان میں دفن ہوئے۔ نماز جنازہ میں ضلع میرپور آزاد کشمیر کی سیاسی اور مذہبی شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصولہ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین!

گذشتہ دنوں مولانا مفتی عبدالرشید حنیف سابق ناظم ضلع جنگ کی بھانجی عبدالرحیم کی الہیہ حبیب کٹر شکی کوٹ لاہور کے اکاؤنٹ محمد شاہد کی والدہ محترمہ رضوانہ الہی سے وفات پا گئیں۔ مرحومہ یک سیرت اور پابند صوم و صلوة تھیں۔ ان کی نماز جنازہ قاری عبدالملک نسیم نے پڑھائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

شریک غم: سیف اللہ جموعہ ذریعہ ناظم ضلع جنگ

مرکزی جمعیت شکی کوٹ رادھا کشن

مرکزی جمعیت اہل حدیث کوٹھ ٹورس کے زیر اہتمام حسب سابق اس سال بھی رمضان المبارک میں الاحسان فاؤنڈیشن سکوال کی طرف سے 800 مستحق خاندانوں میں راشن تقسیم کی تقریب 12 جولائی بروز اتوار غلامنڈی سکوال میں ہوئی جس میں معززین علاقہ کی بھرپور تعداد نے شرکت کی۔ تقریب کے مہمان خصوصی علاقہ سکوال کی معروف سماجی شخصیت محمد حسین ڈوگر تھے۔ تقریب میں 800 مستحق افراد میں آٹا، چینی، سویا، دالیں، سبزی، چاول وغیرہ پر مشتمل عید کے پیکٹ تقسیم کیے گئے۔ الاحسان فاؤنڈیشن سکوال کے اہل علم پروگرام کو کامیاب بنانے میں علاقہ سکوال کے علمبرداران کا بڑی کلیدی کردار ہے۔

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔

گولڈن

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (ریجنرڈ)

امپورٹڈ U.P.S

نہجی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام قلم بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739

055-4213430

چوک نیائیں نزدیکی کالج گوجرانوالہ

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
ورائٹی دستیاب ہے۔

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

سپر سٹار

0333-8294645

055-4237974

0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام قلم بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزدیکی فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی
ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت
کوالیفائیڈ ملٹیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزدیکی کالج گوجرانوالہ

عیدین پارٹی

آج آرگنائزڈ ایسوسی ایشن آف پاکستان (ہوپ) کے مرکزی جنرل من حامی مقبول احمد نے کہا کہ عازمین حج کی خدمت اولین ترجیح ہے۔ پرائیویٹ بکسٹرنے 12 سال کی محنت سے ٹریول ٹریڈ انڈسٹری کو قوت بخشی ہے وہ فیصل آباد میں حج آرگنائزری کی طرف سے اپنے اعزاز میں دی گئی عیدین پارٹی سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے ”ہوپ“ کے انکیشن 2015-16ء کے لیے فیصل آباد سے حافظ شفیق کاشف کو امیدوار نامزد کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ حافظ شفیق کاشف نے کہا کہ حج آرگنائزڈ سعودی وزارت حج کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں پوری کر رہے ہیں۔ لہذا سرکاری سطح پر جالیسی میں ”ہوپ“ کی سفارشات پر عمل ہی سے عازمین حج کی شکایات ختم کی جاسکتی ہیں۔

برشہر ضلع سے ڈسٹری بیوٹر درکار ہیں

ہماری پروڈکٹ ”ایزی پیچ سوپ“ جو فی زمانہ گھر سے باہر سفر میں آفس میں، مسجد میں، سکول و کالج میں ہر ایک کی شدید ضرورت بن چکا ہے۔ کی مارکیٹنگ کے لیے ہر شہر سے ڈسٹری بیوٹر رابطہ کریں۔ جہاں ہزار روپے سے اپنا ذاتی کاروبار شروع کریں۔ ہر ماہانہ ہزاروں روپے کمائیں۔ محنتی ایماندار کاروباری حضرات رابطہ کریں۔

میجنگ ڈائریکٹر: قاری حافظ ظفر اقبال

0335/0300-5150317

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

علاج حبشی

جنت امینہ ربنا ایسے

جماعت اہل بیت کی مسجد و مدرسہ کینے 360 گز کا پلاٹ جس پر نونو گز زمین موقوف ہوئی ہوئی پلاٹ پر لے لیا گیا ہے جبکہ دروازہ ملک مسجد و مدرسہ نہیں ہے۔

غلام اکرم کی تصانیف و تزیینات کا مجموعہ

بیت النبیین

زیر تعمیر ہے پھر حضرات سے تعاون کی اپیل ہے تعمیر کیلئے سرپرست، برقی، بلاک، بجری اور نقد رقم کی ضرورت ہے آپ اپنا تعاون چاہے سامان کی صورت میں یا نقد کی صورت میں کچھ کروا کر پھر ضرورت حاصل کر سکیں۔

بلا کی کل قیمت 12 لاکھ روپے ہے

بکر مکان اسلام آباد کے لیے پھر پھر ضرورت حاصل کر سکیں

جمعیت احادیث اسلام

1087-0095-004795-01-5

0305-2301399
0303-8350438

دکھی انسانیت کے نام

آج بیمار انسانیت عطائی معالجین کے ہاتھوں اپنا مرض بڑھا کر سسک سسک کر دم لے رہی ہے میرے بھائی! صحیح علاج کھلے دوا کے ساتھ ساتھ تدابیر اور دوائی موافقت بھی لازمی ہے یہ وہی نہیں سکتا کہ غوثی چپش ہوں اور کچھ کباب روٹ بروٹ وغیرہ کھاتے ہائیں اور پھر شفاء کی امید رکھی جائے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کوٹ خوری بھی کی جائے اور تو بیت بھی نہ دودھ اور پاول کھاتے ہائیں اور نزلہ زکام کا قاعدہ ہو جائے۔ میرے بھائی! حکمت بچوں کا کھیل نہیں یہ طویل ترین ریاضت تجربہ اور محنت کے ساتھ ساتھ قلب و فطرت کی پاکیزگی اور توجہ الی اللہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ بغض تعالیٰ پالیس سالہ تجربہ کے دوران بے شمار ملکی و غیر ملکی مریضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ طبعیہ کالج کا سابقہ لیچرار ہوں اور دوا اور ایک گولڈ میڈل حاصل کر چکا ہوں خدا خواستہ آپ یا آپ کے ہانسنے والا کسی بھی مرض میں مبتلا ہے تو ایک مرتبہ مجھے علاج کا موقع ضرور دیں۔ انشاء اللہ شفا کے کامل و مابعد ہوگی۔ ہمارے تیار کردہ کورسز میں کوئی نشہ آور، کوئی زہریلی، کوئی ایلوپیتھک دوائی نہیں ہے جس لیبارٹری سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

ادویات	سرچرانا	بہرہ من	مری	کڑل پڑنا	دل کا دورہ	اماس	یورک ایڈ
حصاہ	خواب میں ڈرنا	بند زلہ	دھ	کیرا	دل میں سوراخ	دائمی قبض	قاج
شقیو	سرام	کیمیر	تخ جنون	دھ	دل کا کل بند ہونا	قونج	احشاء کا سن ہونا
سات	حواس باختہ ہونا	مونہ سے بدبو	خاموش جنون	حپ دق	بھوک بند ہونا	اپپیٹس	احصائی کردی
بے خوابی	سکتہ	رال بہنا	لیٹس	ٹی بی	بھوک کی بنیادی	بھگد	ایڈوہرما
نسیان	ضعف ہر	لھنت	دل ڈھنسا	ہلڈ ہڈی	المر	گیس	سماجوانی

کورسز بدریعد اک منٹوائے طبعیہ

ملاقات کرنے کیلئے فون پرستے وقت کے

میزان بینک سیونگ اکاؤنٹ نمبر

70010101053034

ایزی پیس اکاؤنٹ نمبر

034575451199

شاخشی کارڈ نمبر

35103-1466875-3

رابطہ نمبر

0345-7545119
0313-7545119

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پٹوکی ڈویژن لاہور Email: hakeemkarimbhti@hotmail.com

21 شعبہ جات کا منفرد ادارہ

دارالاعظم پاکستان
21 شعبہ جات کا منفرد ادارہ

الاعتقاد الاسلامي في كل ما يتعلق بالدين والسياسة

ضروری نوٹس

بذریعہ خط و کتابت گھر بیٹھے کورسز کا داخلہ مکمل ہونے کی وجہ سے مزید داخلہ بند ہے دوبارہ شروع ہونے پر اطلاع دی جائے گی

کلاس مندرجہ ذیل برانچ پر جاری ہے

دفتر اعظم پاکستان

کلی شریف بیکری والی اندرون
لوہے والی پٹی نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

Help:0347-6161363

چند ایک خصوصیات

قیام و طعام کا فری انتظام

(البتہ 250 روپے ماہانہ بطور تقاضا جمع کروانا لازمی ہوگا)

عربی گرامر پر خصوصی توجہ

تحقیق و تخریج میں مہارت تامہ

۱۰ احکام و مسائل پیرسیر حاصل بحث

• کتاب کے آغاز سے لیکر اختتام تک

مکمل تفصیل و تشریح سے اسباق

یونیورسٹی کے معیار کی سند کا اجراء

کے زیر انتظام دفتر آف دارالاعتصام میں بالمشافہ

چار سالہ فری
درس محمدی
(نظامی)
کا
شاندار
آغاز

شروع میں صرف 20 طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا
ابھی صرف پہلے سال میں داخلہ جاری ہے

ادارہ دارالاعتصام پاکستان کو اپنے تعلیمی شعبہ جات کے لیے مرکز ابو بکر صدیق (یونیورسٹی اینڈ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ: اندرون لوہے والی ملی نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ) میں میل انی میل شاف کی اشد ضرورت ہے

قابلیت: (کم از کم) فاضل درس نظامی بمعہ میٹرک گوجرانوالہ کے رہائشی کو ترجیح دی جائے گی۔ خواہشمند اپنے کوائف (شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، مستند فاضل سند، میٹرک سند، رابطہ نمبر وغیرہ) مندرجہ ذیل ایڈریس پر پارسل کریں

دشتِ والاقتصادِ پاکستان گلی شریف بیکری والی اندرون لوہے والی پٹی نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین (الحديث)

کلاس سرگودھا قرآن و احادیث

پیشہ ور متصل جامع مسجد قدس اہل حدیث محلہ سلطان والا جھنگ

آغاز داخلہ 10 شوال تا 30 شوال

نیک، تجربہ کار اور مکینہ مشق اساتذہ

صاف ستھرا اور خالص دینی ماحول

قیام و طعام، طبی سہولیات فری

مستحق طلباء کی مالی اعانت

دینی اور اخلاقی تربیت کا خصوصی اہتمام

بخاری شریف

درس نظامی

تحفیز القرآن

☆ شعبہ حفظ کیلئے بچے کا پرائمری پاس ہونا لازمی ہے۔
☆ درس نظامی کیلئے طالب کا مڈل پاس ہونا لازمی ہے یا حافظ قرآن ہو اور اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہو۔
☆ سرپرست کے شناختی کارڈ کی کاپی، تاریخ پیدائش کا ثبوت (ب فارم یا سکول چھوڑنے کا سرٹیفیکیٹ)
اور دو عدد تصاویر لانا لازمی ہے۔ ☆ طالب علم ادارے کے نظم و ضبط کی پابندی کرنے والا ہو۔
☆ طالب علم اپنے سرپرست کے ہمراہ آئے۔ ☆ طالب علم حسن کردار کا حامل ہو۔

مجاہد احمد

تشیع گاہ دین کیلئے خوشخبری

الحمد للہ! ادارہ کو شعبہ بخاری شریف کیلئے الشیخ عبدالرحمن ضیہ حفظہ اللہ کی خدمات حاصل ہیں

الداعی الی الخیر انتظامیہ مدرسہ تعلیم القرآن والحديث متصل جامع مسجد قدس اہل حدیث محلہ سلطان والا جھنگ صدر

برائے رابطہ 0332-6276401, 0316-7506252

دینی و عصری علوم کا حسین امتزاج عظیم خوشخبری روشن مستقبل کی طرف انقلابی قدم

جامعۃ الامام البخاری

اہم خصوصیات

علوم اسلامیہ بمطابق وفاق المدارس سلفیہ ایف اے، بی اے فنی تعلیم طب و حکمت + کمپیوٹر (برطانیہ میں کونسل فار طب)

قیام و طعام و فرسٹ ایڈ علاج کی سہولت لوڈ شیڈنگ کا متبادل انتظام اخلاقی و روحانی تربیت کا خصوصی اہتمام

دینی و عصری علوم سے آراستہ تجربہ کار شفاف اور ممتاز ماہرین تعلیم اساتذہ کرام کی خدمات حاصل ہیں

شرائط داخلہ

1. ناظرہ قرآن مجید 2- (2) علماء کرام کا تزکیہ

3- میٹرک فرسٹ ڈویژن ترجیح سائنس 4- داخلہ سال اول میں صرف 20 طلبہ کو میٹرک کی بنیاد پر ملے گا

5- والد/سرپرست کا شناختی کارڈ۔ طالب علم کے ب فارم کی فوٹو کاپی اور والد یا سرپرست کا ہمراہ آنا ضروری ہے

6- میٹرک کے رزلٹ کے منتظر طلبہ بھی داخلہ لے سکتے ہیں لیکن پاس نہ ہونے کی صورت میں خارج کر دیا جائے گا

7- بچے کی کارکردگی ماہانہ ٹیسٹ کی بنیاد پر چیک ہوگی اور مسلسل تین ٹیسٹوں میں اچھا رزلٹ نہ دینے پر ادارہ سے فارغ کر دیا جائے گا

8- طالب علم کے بہتر مستقبل کے لیے والدین کا ادارے سے رابطے میں رہنا بہت ضروری ہے

کلاس کا آغاز

8 اگست 2015ء سے ہوگا

25 جولائی تا 05 اگست 2015ء تک

داخلہ فارم جمع کروا سکتے ہیں

آغاز داخلہ

الہامی لائبریری

حکیم مبشر علی حسن مدیر جامعۃ الامام البخاری، 82 سی حبیب پارک ملتان چوکی، لاہور

0423-5445750 - 0300-4227616 - 0321-4316316

زیر ہستی
حضرت مولانا شیخ الحدیث عبدالرشید مجاہد

رئیس الجامعہ

جامعۃ الدراسات الاسلامیہ

(مرکز ام الہدیٰ)

نئے تعلیمی سال کا داخلہ 10 شوال سے آخر شوال تک جاری رہے گا۔

شعبہ جات

- ♦ درس نظامی ♦ تحفیز القرآن
- ♦ علوم عصریہ ♦ کمپیوٹر کورسز
- ♦ فتاویٰ جات ♦ بیت المال
- ♦ رمضان میں دورہ جات

خصوصیات

- ♦ قابل محنتی، تجربہ کار اساتذہ کی خدمات
- ♦ تعلیم کے ساتھ تربیت پر خصوصی توجہ
- ♦ اشراق و تہجد کی نماز کا باقاعدہ اہتمام
- ♦ ہر طالب علم کو ماہانہ وظیفہ
- ♦ قیام و طعام علاج و معالجہ بذمہ جامعہ
- ♦ عالیشان عمارت اور تعلیمی ماحول
- ♦ ہر بچے کی عبارت پر خصوصی توجہ
- ♦ حفظ حدیث کا اہتمام
- ♦ دینی و دنیاوی کتب کی لائبریری
- ♦ فن تقریر میں مہارت کے لیے مشق
- ♦ دینی و عصری علوم کی کتب کی مفت فراہمی
- ♦ برب نہر خوبصورت محل وقوع

0300-9491221
0300-4639354

ناظم جامعۃ الدراسات الاسلامیہ
کینال بینک عزیز پبلی ہر بنس پورہ لاہور

حافظ عبدالرؤف

Weekly **AHL- E - HADITH**

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

Head Office:

Tell: 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V.

042-37722876

CPL No
116

جامعہ علوم اثریہ جہلم کا ایک اعزاز

مدینہ یونیورسٹی اور دیگر سعودی جامعات کے بعد اب

جامعہ علوم اثریہ جہلم کے فارغ التحصیل

سالانہ پانچ طلباء کے لیے

حکومت خارجہ کی

سکالرشپ

الجامعة القاسمية للدراسات الاسلامية

احباب کیلئے یہ خبر بڑی مسرت افزا ہوگی کہ
الجامعة القاسمية للدراسات الاسلامية شارجہ کی طرف سے

جامعہ علوم اثریہ جہلم کے متخرجین کے لیے سکالرشپ دیا گیا ہے

الحمد لله! طلباء کا پہلا بیج اعلیٰ تعلیم کے لیے شارجہ پہنچ چکا ہے۔

جہاں وہ كلية الشريعة والقانون میں اسلام کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ڈرائنگ ہنڈلک نمبر 106 بازار لاہور 0321-4041993